ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

۳ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ ۱۴ نومبر ۶۹ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

(ترمذی اور ابن ماجہ) جو شخص اللہ تعالےٰ سے بغیر جہاد کی کسی علامت کے ملے گا وہ اس حالت میں ملے گا کہ اس میں ایک نقصان ہوگا۔ (زخم کی علامت ہو یا غبار یا تکان یا جذبہ یا تیاری یا مال دینے کی۔ اگر کوئی نہ ہو تو نقصان ہے)

(ترمذی) اللہ تعالےٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو علامتوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک قطرہ اللہ کے خوف سے آنسو کا، دوسرا قطرہ خون کا جو اللہ کے راستہ میں بہایا جائے۔ اور علامتوں میں سے ایک علامت جہاد کی۔ اور دوسری اللہ تعالےٰ کے فرضوں میں سے کسی فرض کی۔

(ابوداؤد) ایک شخص نے عرض کیا ـــ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے اور وہ دنیا کے کسی فائدے کو بھی طلب کرتا ہے۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو کوئی ثواب نہ ہوگا۔ (نیت صرف اسلام کے غلبہ کی ہو)۔

(ترمذی) شہید لوگ چار قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ نیک مومن جس کا ایمان عمدہ ہو، دشمن سے بھڑ گیا ہو اور اللہ کی بات سچ کر دکھائی۔ (بہادری صبر اور طلب ثواب سے) یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ یہ تو وہ ہوگا کہ قیامت کے دن سب لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں گے۔ اور حضورؐ نے سر اٹھایا حتیٰ کہ ٹوپی گر پڑی۔ اور دوسرا وہ نیک عمدہ ایمان والا شخص جو دشمن سے بھڑ تو گیا لیکن بزدلی کی وجہ سے گویا اس کی کھال میں کیکر کا کانٹا لگا ہوا ہے۔ مگر اچانک ایک تیر لگا اور وہ قتل ہو گیا۔ تو یہ دوسرے درجہ میں ہوگا۔ تیسرا وہ مومن آدمی جس نے نیک عمل بھی کئے اور بد بھی کئے۔ دشمن سے بھڑ گیا اور اللہ کی بات سچ کر دکھائی۔ (بہادری، صبر اور طلب ثواب سے) یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ تو یہ تیسرے درجہ میں ہے اور چوتھا وہ مسلمان شخص جس نے اپنے اوپر زیادتی کر رکھی ہے (یعنی گناہ ہی گناہ کرتا رہا)، وہ دشمن سے بھڑ گیا۔ اور اللہ کی بات سچ کر دکھائی۔ (بہادری، صبر اور طلب ثواب سے) تو یہ چوتھے درجہ میں ہے۔ (یعنی ہیں سب شہید۔ اہل جنت و ثواب عظیم)

(دارمی) قتل ہونے والے تین ہیں۔ ایک وہ کامل مومن ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو جنگ کرے۔ یہاں تک کہ قتل ہو جائے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہی وہ شہید ہے جس کا سینہ اس کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ یہ اللہ تعالےٰ کے خیمہ میں عرش کے نیچے ہوگا۔ اس سے انبیاء علیہم السلام صرف ایک درجۂ نبوت سے بڑھے ہوئے ہونگے دوسرا وہ مومن ہے جس نے نیک و بد دونوں عمل کئے۔ مگر اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جب دشمن کے مقابل ہوا، جنگ کی۔ حتیٰ کہ قتل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں ایک پاک کرنے والی خصلت ہے۔ جس نے اس کے تمام گناہوں اور خطاؤں کو مٹا ڈالا ہے بے شک تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے یہ جنت میں داخل کیا جائے گا، جس دروازے سے بھی چاہے گا۔ تیسرا وہ منافق ہے جس نے جان و مال سے جہاد کیا۔ جب دشمن کے مقابل ہوا، جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا تو یہ جہنم میں ہوگا۔ یقیناً تلوار منافقت کو نہیں مٹاتی ہے (اس لئے دل کے یقین کو پختہ کرنے کی ضرورت ہے۔)

(احمد، طبرانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ سب مجاہدین میں کون زیادہ ثواب والا ہے۔ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہو۔

(مسلم و نسائی) جہاد میں ایک بار صبح کو یا ایک بار شام کو جانا ان سب چیزوں سے بہتر ہے۔ جن پر آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے۔

(مسلم و حاکم) جو صدق دل سے شہید ہونے کی آرزو کرے گا۔ اس کو شہادت کا ثواب دے دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ شہید نہ ہو سکے (مگر صدق دل سے مراد سامان کی کوشش کے ساتھ ہے۔ صرف زبانی نہیں)

(بخاری و مسلم و ترمذی) جنت میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی اس کی تمنا نہ کرے گا۔ کہ وہ پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے۔ اور زمین کے ساز و سامان میں سے اس کے لئے کچھ ہو سوائے شہید کے۔ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹا دیا جائے۔ پھر شہید کیا جائے۔ اور یہ معاملہ دس بار ہو۔ یہ تمنا اس اعزاز اور شہادت کے فضائل کی وجہ سے ہوگی۔ جو اس کو حاصل ہوں گے (اب ان کا اندازہ کیا جائے)

(مسلم) جو شخص مر گیا۔ اور نہ اس نے جہاد کیا، نہ جہاد کا قصد کیا (جذبہ، تیاری، تمنا بھی نہ کی) تو وہ نفاق کی ایک قسم پر مرتا ہے۔

(بخاری و مسلم) جس نے غازی فی سبیل اللہ کو سامان دیا۔ اس نے غزوہ کیا۔ اور جس نے غازی کے گھر والوں کی اچھی خدمت کی۔ اس نے بھی غزوہ کیا نیز احمد و بیہقی میں ہے جس نے اعانت کی مجاہد فی سبیل اللہ کی یا تاوان والے کی یا مکاتب کی۔ اس کو اللہ تعالےٰ اپنے سائے میں لے لیں گے۔ جس دن سوائے ان کے سائے کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ اور بخاری و ابوداؤد میں ہے کہ تم نے مدینہ میں ایسی جماعتوں کو چھوڑا ہے کہ تم نہ کچھ چلتے ہو، نہ کچھ خرچ کرتے ہو نہ کسی وادی کو قطع کرتے ہو، مگر وہ تمہارے ساتھ ہیں (ثواب میں) عرض کیا یارسول اللہؐ! وہ تو مدینہ میں ہیں۔ ہمارے ساتھ کیسے ہیں۔ فرمایا عذر نے ان کو روک دیا ہے (عذر میں جذبہ پر مجاہد کا ثواب ہے)

(مسلم) حضرت مسروق تابعی کہتے ہیں۔ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا کہ "جو لوگ اللہ کے رستہ میں قتل کر دیئے گئے تم ان کو مردہ نہ گمان کرو وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔۔۔ تا آخر" فرمایا ہم نے بھی یہ سوال کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں (ہوائی جہاز کی طرح) ہوں گی۔ اور ان کے لئے عرش میں لٹکے ہوئے قندیل ہوں گے۔ جنت میں جہاں جہاں چاہیں گی جائیں گی۔ پھر ان قندیلوں پر آجائیں گی۔ حق تعالےٰ ان پر جلوہ فرمائیں گے۔ دریافت فرمائیں گے۔ تم کچھ اور چاہتے ہو؟ عرض کریں گے۔ اور کیا چیز چاہیں۔ ہم جنت میں جہاں چاہے جاتے آتے ہیں۔ ان سے تین بار یہی کہا جائے گا۔ جب یہ لوگ دیکھیں گے کہ سوال کے جواب سے چارہ کار نہیں ہے تو عرض کریں گے۔ اے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں۔ تاکہ ہم دوبارہ آپؐ کے راستے میں شہید کئے جائیں۔ جب ان کی کوئی حاجت ظاہر نہ ہوگی چھوڑ دئے جائیں گے۔

(بخاری) حارثہؓ بن سراقہ کے شہید ہونے پر ان کی والدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا۔ تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔ اور بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ فردوس جنت کا اوسط و اعلیٰ حصہ ہے اور اس کے اوپر عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں (شہیدوں اور ان کے پسماندگان کو یہ درجہ مبارک ہو)

(ابوداؤد) غزوہ سے بطور غازی واپس آنا غزوہ میں جانے کی طرح ہے (اجر برابر ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۳ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
۱۴ نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۲۷

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

ماہِ رمضان المبارک

نزولِ قرآنِ مجید اور معاشی مساوات کا بابرکت مہینہ

خدام الدین کا یہ شمارہ جب آپ حضرات تک پہنچے گا اسلام کے نہایت ہی مقدّس اور بابرکت مہینہ رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا ہوگا۔ مقدّس ہلالِ رمضان کے طلوع پر ادارہ خدام الدین کی طرف سے ہدیۂ تبریک قبول فرمائیے۔

اس مبارک اور باسعادت مہینہ میں ہر صحت مند مسلمان کے لئے دن کو روزے رکھنا فرض اور رات کو تراویح کی صورت میں عبادت گذارنا سنّتِ نبویؐ ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں روزے رکھنے اور دیگر عبادات کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

وہ لوگ جو عصرِ حاضر کی مادی تحریکوں اور ان کے معاشی و اقتصادی پروگرام سے گہرا تاثر قبول کیا کرتے ہیں انہیں اسلام کے معاشی نظام کا جائزہ لیتے ہوئے ماہِ صیام (رمضان المبارک) کو بھی پیشِ نگاہ رکھنا چاہئیے کہ خداوندِ قدوس نے انسانوں میں اخوّت، مساوات اور ہمدردی پیدا کرنے کے لئے کیسا بہترین فطری نظام مرتّب فرمایا ہے۔ اور سال بھر میں پورا ایک مہینہ وقف کر دیا کہ تمام انسان اپنی خوراک کے بارے میں وحدت و یگانگت پیدا کریں اور احکم الحاکمین کے فرمان سے ہی کھائیں اور اسی کے مطابق کھانے پینے کی اشیاء سے دن بھر پرہیز کریں۔ وہ لوگ جو فاقہ کشی اور بھوک سے آشنا نہیں ہیں انہیں اپنے تمام مادی وسائل و ذرائع کی موجودگی کے باوجود حکم دیا گیا کہ وہ بھی دن بھر فاقے اور بھوک کے لذّت شناس ہوں اور انہیں بھی احساس ہو سکے کہ وسائل و ذرائع سے محروم اور فاقہ کش انسانوں کی زندگی کس قدر تلخ اور صبر آزما ہوا کرتی ہے۔

پھر یہ بھی فرمایا گیا — کہ روزہ سے مراد صرف یہی نہیں کہ انسان دن بھر کھانے پینے سے پرہیز کر لے بلکہ حقیقی مقصد یہ ہے کہ ہر انسان خداوندِ قدّوس کا سچّا مطیع بن جائے اور جس طرح وہ خدا کے احکام کے مطابق دن بھر کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کر رہا ہے اسی طرح زندگی کے تمام گوشوں میں ہر اس چیز سے اپنا دامن بچا کے رکھے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور ہر اس حکم کو پورے اعزاز اور اکرام کے ساتھ تسلیم کرے جن پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالٰے اس مبارک مہینہ کی برکت سے ہم سب کو صحت و عافیت اور اور خلوصِ نیّت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھنے اور تراویح میں تلاوتِ قرآن کی سعادت سے سرفراز کرے اور ہمارے روزے اور ہماری عبادات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ائرمارشل نور خاں کے لئے لمحۂ فکریہ

مختلف اخبارات میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے صدر مولانا محمد علی جالندہری کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں محکمہ اوقاف کے ناظمِ اعلیٰ جناب محمد مسعود کے خلاف جماعتِ اسلامی اور اس کی ہمنوا ایک سیاسی جماعت کی شروع کردہ مہم سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے:۔

"اگر کسی افسر کے نظریات اس کے تبادلہ کی وجہ جواز بن سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ جماعتِ اسلامی اور اس کے ہمنوا قادیانی افسر مسٹر ایم، ایم احمد اور عیسائی وزیرِ قانون مسٹر کارنیلیس کی علیحدگی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ حالانکہ قادیانی افسروں کی کلیدی عہدوں سے علیحدگی پر پاکستان کے تمام مسلمان اور دینی جماعتیں متفق ہیں۔ اور ہماری جماعت ایک عرصہ سے اس کا مطالبہ کرتی چلی آ رہی ہے"۔

ہم مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ مولانا محمد علی جالندہری کے اسلامی نظریات اور مبنی بر انصاف دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے جماعتِ اسلامی اور اس کے ہمنواؤں سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی افسر کے غیر اسلامی نظریات ہی وجہ اعتراض ہیں تو اس مسئلہ میں ان کی رائے کیا ہے؟ کیا اس معنیٰ خیز سکوت کے پس منظر گہری مصلحتیں اور

مخصوص مفادات تو کارفرما نہیں ہیں؟

اپنے مخالفین سے انتقام لینے کے لئے نظریاتی بحثیں چھیڑنا اور ان پر سوشلسٹ ہونے کا الزام عائد کرنا یہ جماعت اسلامی کا کوئی نیا مشغلہ نہیں ہے یہ کھیل وہ ایک عرصہ سے کھیل رہی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ علماء کرام، تعلیمی اداروں کے اساتذہ، مزدور لیڈروں اور سرکاری افسروں کو "سوشلسٹ" اور "اشتراکی" کے فرضی اور من گھڑت عنوان سے بدنام کرنے کے لئے جماعت اسلامی کی شروع کردہ الزام تراشی کی مہم کامیاب ہوگئی اور نظریات کی بناء پر افسروں کے تبادلوں اور ان کی تفریق و تقسیم کا دروازہ کھل گیا تو پھر ارباب حکومت کو ایک وسیع تر مہم کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

ہمارے صوبہ کے ہردلعزیز اور مقبول عام گورنر جناب ائر مارشل نور خاں بھی نئی تعلیمی اور لیبر پالیسیوں کے مجوز ہیں اور اور ہمیشہ غریب عوام کے مسائل سے گہری دلچسپی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے حالیہ دورۂ سندھ کے دوران غریب کاشتکاروں اور ہاریوں کے مسائل حل کرنے کے لئے انتہائی مفید تجاویز بھی پیش فرمائی ہیں۔

جماعت اسلامی کے پروپیگنڈا کی تکنیک ہی یہ ہے کہ وہ ہر غریب پرور جماعت اور اشخاص پر پہلے ان کے خلاف سوشلسٹ اور کمیونسٹ ہونے کا الزام عاید کیا کرتی ہے اور پھر اپنے لامحدود پروپیگنڈے کے وسیع ذرائع کے بل بوتے پر اس مہم کو پروان چڑھانے کی کوشش کیا کرتی ہے۔ محکمہ اوقاف کے خلاف یہ مہم بھی اسی سلسلہ کی ایک خطرناک کڑی معلوم ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مغربی پاکستان کے پورے صوبہ میں انارکی اور افراتفری پیدا کرکے پہلے صوبہ کے ہردلعزیز اور مقبول گورنر جناب ائر مارشل نور خاں کو غیر مؤثر اور نا مقبول بنایا جائے اور عین ممکن ہے بعد ازاں ان کے خلاف بھی ان کی غریب نواز اور عوام دوست پالیسیوں کی بناء پر ان کے سوشلسٹ ہونے کا الزام عائد کرکے ایک منظم اور ہمہ گیر مہم کا آغاز کر دیا جائے۔

ہم ارباب حکومت خصوصاً گورنر مغربی پاکستان جناب ائر مارشل نور خاں کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ ملکی حالات کی نزاکت اور سنگینی کا احساس کرتے ہوئے جماعت اسلامی اور پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی کی مہم کا پس منظر معلوم کرنے اور ان خطرات کو قبل از وقت بھانپنے کی کوشش کریں جن کی کل ان کی ذات کے خلاف درپیش آنے کی بنیاد ڈالی جا رہی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ ان جماعتوں کو انتظامیہ میں مداخلت کی اجازت نہ دیں اور ہر ایسی مہم کو سختی کے ساتھ کچل دیں جس کا مطلب ملک میں خلفشار اور افراتفری پیدا کرکے انتظامیہ کو غیر مؤثر اور مرعوب کرنا ہو۔

ورنہ یہ تاثر عام ہو جائے گا کہ ارباب حکومت کسی ایک جماعت کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں اور کسی ایک جماعت کی طرف جھکاؤ کی پالیسی آئندہ انتخابات میں ان کی غیر جانبدارانہ حیثیت کو بھی مجروح کرنے کا باعث ہوگی۔

جہاں تک محکمہ اوقاف کے ناظم اعلیٰ جناب مسعود کی ذات کا سوال ہے۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ اس عہدہ پر رہیں یا انہیں کسی دوسرے عہدہ پر متمکن کر دیا جائے۔ ہر محکمے کے سربراہ سے ایک مدت معینہ تک خدمات لے کر اسے دوسری جگہ جانا ہوتا ہے اور حکومت کے اس انتظامی معاملہ میں کسی کو مداخلت کا حق نہ ہونا چاہئے۔

ہمارے لئے سب سے افسوسناک جماعت اسلامی اور پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی کا وہ الزام ہے۔ جو انہوں نے محکمہ اوقاف اور اس کے زیر انتظام خدمات انجام دینے والے علماء کرام پر عائد کیا ہے۔ کہ محکمہ اوقاف کے سربراہ مسٹر مسعود اوقاف کی مساجد کو "سوشلزم" کی تبلیغ کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مغربی پاکستان کی ہزاروں مساجد اور ان کے آئمہ و خطباء واقعی سوشلسٹ ہو گئے ہیں۔ یہ الزام صرف محکمہ اوقاف ہی کی پوزیشن مشکوک نہیں کرتا بلکہ اس سے اوقاف کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام علماء کرام کی سخت توہین ہوئی ہے اور عوام الناس کی نگاہ میں ان کی عظمت کم کرنے اور انہیں ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جماعت اسلامی اور اس کی ہمنوا پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی کی اس افسوسناک اور اہانت آمیز جسارت کے خلاف علماء کرام کو سخت احتجاج کرنا چاہئے۔

نیز ارباب حکومت کو بھی اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہئے کہ محکمہ اوقاف کی زیر تحویل مساجد مسٹر مسعود کی وجہ سے واقعی سوشلزم کی تبلیغ کے اڈے بن گئی ہیں۔؟ اور محکمہ اوقاف کے تمام خطیب سوشلسٹ ہو گئے ہیں ـــ؟ اگر نہیں تو ایک سنگین الزام پر حکومت کی خاموشی چہ معنیٰ دارد ـــ؟

خدام الدین کا قرآن نمبر

ملک کے مؤقر دینی رسالہ خدام الدین کا قرآن ایڈیشن آپ حضرات کے پیش خدمت ہے۔ اس نمبر کے لئے پاکستان کے جلیل القدر علماء اور نامور اہل قلم نے اپنی گرانقدر اور مفید تجاویز کے ساتھ خدا کی آخری مقدس کتاب قرآن مجید کے مختلف موضوعات پر بلندپایہ مقالات ارسال فرمائے ہیں جن کے پیش نظر ادارہ خدام الدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حسب اعلان "قرآن ایڈیشن" تو مقررہ تاریخ پر شائع کر دیا جائے لیکن ایک "جامع اور تاریخی قرآن نمبر" چھوٹے کتابی سائز پر اور شائع کیا جائے۔

یہ "قرآن نمبر" انشاءاللہ اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک تاریخی دستاویز ـــ اور ایک نادر مجموعہ ہوگا۔ اور اس میں تاریخ نزول قرآن سے لے کر مختلف ادوار کی ان اعلیٰ مرتبت شخصیات کے سوانح حیات درج ہوں گے جنہوں نے ترجمہ، تفسیر یا دوسرے کسی بھی پہلو سے قرآن مجید کے موضوع کو اپنایا ہے۔ خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالعزیز، شاہ ولی اللہ سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل شہید، علماء دیوبند، علماء فرنگی محل اور مختلف مکاتیب فکر کے دوسرے علماء کرام اور مفسرین حضرات کی گرانقدر خدمات کا تذکرہ شریک اشاعت کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ان موضوعات اور عنوانات پر مشتمل "تاریخی قرآن نمبر" شائع کرنے کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ گئی ہے کہ ہمارے ملک کے بعض اخبارات و رسائل نے ایسے خاص نمبر شائع کرکے اگرچہ اپنے

(باقی صـ۲۲ پر)

گاہے گاہے باز خواں....

روزہ اور تطہیرِ نفس

قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ کی ایک تقریر جو آپ نے رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ اپریل ۱۹۵۸ء میں ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر فرمائی تھی۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم،

امابعد آج کی صحبت میں مذکورۃ الصدر عنوان پر مسلمانوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے روح اور جسم۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پہلے انسان کا جسم ماں کے پیٹ میں بناتا ہے۔ عورت کے حاملہ ہونے کے وقت سے چار ماہ تک جب انسان کا وجود ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عالم ملکوت (جو روحوں کا مرکز ہے) سے ایک روح کو لاتا ہے اور انسان کے تیار شدہ ڈھانچہ میں ڈال دیتا ہے اس وقت انسان حرکت کرنے لگ جاتا ہے۔

دونوں کی خواہشات الگ الگ ہیں

یہ یاد رہے کہ انسان کی دونوں اجزاء یعنی جسم اور روح کی خواہشات الگ الگ ہیں جسم چونکہ زمین کی پیداوار سے بنا ہوا ہے۔ اس لئے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انسان محنت کر کے خوب کمائے اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے۔ پہلا کھانا ابھی مشکل ہضم ہوا ہو تو میرے معدہ میں دوسرا کھانا ڈال دے اور عمدہ اور طرح طرح کی لذیذ چیزیں پلائے۔ مثلاً کسی شربت میں روح کیوڑہ ہو۔ تو کسی میں روح گلاب کی آمیزش ہو کھانے پینے کے علاوہ اس کا نفس چاہتا ہے کہ ایک پری جمال۔ آج کل کی اصطلاح میں جو آج کے دور میں ملکہ حسن ہے۔ نفس کی ہوس پوری کرنے کے لئے وہ میرے گھر کی زینت ہو۔ حاصل یہ ہے کہ انسان کے جسم کی یہ تین قسم کی خواہشات ہیں اور

روح کی خواہشات

اس سے بالکل علیحدہ نوعیت کی ہیں وہ چونکہ آسمان سے لائی گئی ہے اور وہاں کے رہنے والوں کی غذا فقط اللہ جل شانہ کا ذکر ہے اس لئے روح چاہتی ہے کہ انسان ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ انسان کو کسی نہ کسی وقت ضروریات جسمانی سے روک کر محض میری غذا جو ذکر الٰہی ہے۔ اس کے لئے بھی کلیتہً فارغ البال کر دیا جائے۔ مثلاً جس طرح عید کے دن حسب توفیق ہر شخص طرح طرح کے کھانے پکاتا ہے اور خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے اسی طرح کبھی روح کو بکثرت غذا پہنچانے کے لئے بھی انسان کو جسم کی ضروریات سے بالکل فارغ کر دیا جائے۔ تاکہ اس عرصہ میں فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فکر میں منہمک رہے اور اس عرصے میں گویا کہ روح طرح طرح کے اذکار الٰہیہ سے اپنی عید منا رہی ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ رمضان مبارک میں جو نفل عبادت کی جائے۔ اس کا ثواب غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کے برابر ملتا ہے اور جو فرض عبادت کی جائے اس کا ثواب غیر رمضان میں ستر فرضوں کا ملتا ہے۔ اس لئے رمضان شریف کے دنوں میں انسان سے روزہ رکھایا جاتا ہے تاکہ جسم کی خواہشات پوری کرنے کا خیال بھی نہ آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا روحانی تعلق بیش از بیش بڑھانے کے لئے کوئی مسلمان رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اور کوئی بکثرت استغفار پڑھ رہا ہے تاکہ رمضان شریف کی برکت سے گناہ معاف ہو جائیں اور کوئی درود شریف بکثرت پڑھ رہا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے چالیس فائدے انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور دس درجے انسان کے اللہ کے قرب میں بلند ہو جاتے ہیں۔ مذکورۃ الصدر اذکار الٰہیہ میں مصروف ہونے کے علاوہ ہر ایک سچا اور کھرا مسلمان رات کو دوسرے گیارہ مہینوں کی نماز عشاء کے علاوہ تراویح کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ جس میں عموماً حافظ قرآن، قرآن مجید سناتا ہے۔ اور اس کے پیچھے مسلمان تین چیزوں کو بند کر کے محو حیرت ہو کر ایک تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان تین چیزوں کا ذکر اس شعر میں ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

علاوہ اس کے

مسلمان تراویح کی نماز سے فارغ ہو کر جلدی جا کر سو جائے گا۔ تاکہ سحور کے وقت جاگ آ جائے اور سنت کے مطابق روزہ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ سحور کو کھایا کرو کیونکہ سحور کے کھانا کھانے سے برکت ہوتی ہے مسلمان سحور کے وقت اٹھتا ہے۔ کھانا کھا کر روزہ رکھتا ہے۔ تقریباً اس کے بعد بہت جلدی نماز صبح کی اذان ہو جاتی ہے اور نماز باجماعت پڑھنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

اور سنیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری) (ترجمہ) ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں اور جھوٹے کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑا۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (متفق علیہ) جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو تو نہ بری باتیں منہ سے نکالے اور نہ شور مچائے پس اس کو اگر کوئی گولی بھی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو یہ کہہ دے بیشک میں تو روزہ دار ہوں۔

اس صورت سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائیگی

رمضان مبارک کے دن اور رات کے اوقات میں سچے کھرے اور اصلی مسلمان کے مشاغل کا جو نقشہ پیش کر چکا ہوں اس سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائے گی۔

قرآن کی سالگرہ کا مہینہ

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

مرتب :- محمد عثمان غنی ، بی - اے ،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی - اَمَّا بَعۡدُ :
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝

یہ اس سال کی آخری مجلس ذکر ہے اور انشاء اللہ رمضان کے بعد پھر یہ مجلس منعقد ہوا کرے گی - دینی مکاتب کا سال رمضان سے شروع ہوتا ہے۔ اِس نسبت سے مَیں نے یہ کہا کہ یہ اس سال کی آخری مجلس ذکر ہے - ویسے تو مسلمانوں کا قمری کیلنڈر محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے - رمضان قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے - یہ بہت بڑے جشن کا زمانہ ہے - مفسرین حضرات میں سے اکثریت کا خیال یہ ہے کہ سارا قرآن لوح محفوظ میں ۱۷ ر رمضان کو نازل ہوا اور پھر رجماً رجماً حضورؐ کے قلبِ اطہر پر ۲۳ - برس میں نازل ہوا - اس ماہ میں لیلۃ القدر بھی ہے جس کی عبادت ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے - اس رات کا صحیح تعین نہیں کیا گیا تا کہ مسلمان شوق سے سارا رمضان عبادت کرتے رہیں - یہ نہیں کہ جاہلوں کی طرح قرآن پڑھوا کر عمر بھر کے گناہ معاف کرا لیں یا جمعۃ الوداع کو دو رکعت قضا عمری کے نام سے پڑھ لیں اور ساری عمر کی نمازیں معاف - یہ اٹکل پچو یہودیوں کا شیوہ ہے - مسلمان کے لیے مکمل نصاب حیات ہے -

روزہ ہر اُمت پر فرض رہا ہے - اس فرضیت کی وجہ یہ ہے کہ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ - چونکہ رمضان میں تراویح کی نماز ہوتی ہے اس لیے باقاعدہ مجلس ذکر منعقد نہیں ہوتی - لیکن انفرادی ذکر کے لیے تو کوئی پابندی نہیں - بلکہ رمضان میں تو اور بھی ذوق و شوق سے ذکر اذکار میں انہماک ہونا چاہیے - کیوں کہ رمضان میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے -

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اَلصَّوۡمُ لِیۡ وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں - اللہ کی رحمتوں کا کرشمہ دیکھیے کہ کوئی جتنی خطا کرے اُس کو اُتنی ہی سزا دیتے ہیں ، لیکن نیکی کرنے پر اجر کئی گنا بڑھا کر دیتے ہیں -

ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ جو بھی اسلام کا بہی خواہ ہے ، جو مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بہتر ہے وہ برسرِ اقتدار آئے ، ہمارا سرتاج بنے - ہم کسی کی مخالفت نہیں کرتے - ہمارا کوئی دوست نہیں ہے نہ ہی ذاتی طور پر ہمیں کسی سے عناد ہے - اَلۡحُبُّ لِلّٰہِ وَالۡبُغۡضُ لِلّٰہِ - ہم تو دُعا کرتے ہیں کہ ان کے گناہ اللہ تعالیٰ راتوں رات معاف کر دے -

حضورؐ فرماتے ہیں - اگر رمضان کی قدر و قیمت مسلمانوں کو معلوم ہو جاتے تو دُعا کریں کہ سارا سال ہی رمضان رہے - فرشتے ذاکرین کی جماعت کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں - جب ایک فرشتہ دیکھ لیتا ہے تو دُوسروں کو بُلاتا ہے کہ یہاں آؤ اور جس جماعت کی ہمیں تلاش تھی وہ یہاں ہے اور پھر وہ سارے فرشتے ذاکرین کی جماعت پر چھا جاتے ہیں اور نورانی چادر تان دیتے ہیں -

بلکہ حدیث میں یہاں تک آتا ہے کہ ذاکرین کے پاس بیٹھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ مغفرت کا تمغہ عطا فرما دیتے ہیں -

پتہ نہیں اگلے رمضان تک کون یہاں ہو یا نہ ہو کیا معلوم میرا اور آپ کا یہ آخری رمضان ہو - اس لیے ذوق و شوق سے عبادت اور ذکر اذکار کریں - روزہ کی حالت میں گالی گلوچ ، غیبت اور بیہودہ گوئی سے پرہیز کریں - عذابِ قبر کے بارے میں آتا ہے کہ اگر سَر کی طرف سے قبر حملہ کرے گی تو فلاں عمل آڑے آ جائے گا - پہلو کی طرف سے حملہ آور ہو گی تو فلاں عمل آڑے آئے گا - اسی طرح رمضان بھی شفاعت کرے گا - مگر شفاعت تب کرے گا جب یہ ہم سے راضی جائے گا - اگر رمضان میں سب برائیوں سے بچتے ہیں تو پھر باقی مہینوں میں بھی بالائی آمدنیوں وغیرہ سے بچیں - توفیق عمل اور ایمان بھی خدا داد ہے - شکر کرو اللہ نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے -

حدیث میں آتا ہے اگر کوئی کسی کا روزہ کھلوا دے گا تو قبر سے اُٹھنے کے بعد حوضِ کوثر سے سیراب کیا جائیگا اور پھر محشر کی پیاس اُسے نہ ستائے گی - صحابہؓ نے عرض کیا یہ تو اُمراء کے لیے ہے - حضورؐ نے فرمایا نہیں چاہیے کوئی لسی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ کھلوا دے تو اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ہو گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی نہ ہو گی ، بلکہ اللہ چاہے تو اضعافاً مضاعفۃ دے گا -

رمضان میں قرآن کی تلاوت کی کثرت کریں ، شروع رات میں تراویح اور آخر رات میں تہجد پڑھیں - انشاء اللہ یہ قیامت میں کام آئے گی - حضورؐ نے فرمایا جو چھوٹے چھوٹے گناہ دو وضوؤں کے درمیان ہو جائیں وہ وضو سے معاف ہو جاتے ہیں ، جو دو نمازوں کے درمیان ہوں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں - جو بچ جائیں وہ دو جمعوں کے درمیان معاف ہو جاتے ہیں - اور پھر دو رمضانوں کے درمیان تو سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں - روزہ رکھ کر بڑا سرور حاصل ہوتا ہے -

قرآن مجید

روحانی تسکین — مادّی ترقی اور نجاتِ آخرت کے لیے مشعلِ ہدایت

○ خداوندِ قدّوس کی آخری مقدّس کتاب

مجاہد الحسینی : مدیر ادارہ صوت الاسلام، لائلپور

قرآن مجید کی عظمت و شوکت واضح کرنے کے اتنے پہلو ہیں کہ اگر پوری دنیا کے لوگ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور علمی وفنی کمالات کو اس میں صرف کرنے کے لئے زندگیاں گذار دیں تو لاتعداد پہلو تشنۂ وضاحت رہ جائیں گے اور خدا کی آخری کتاب کی عظمت وفضیلت کا بیان مکمل نہ ہو سکے گا۔ ہر انسان اپنی محدود معلومات کی بناء پر قرآنِ پاک کی عظمت بیان کرنے کے لئے خراجِ عقیدت کے جو بھی چند کلمات لائے گا۔ اس کی حیثیت غریب بڑھیا کی طرح خریدارانِ یوسف کی فہرست میں نام لکھوانے سے زیادہ نہ ہوگی چنانچہ اس باعظمت عنوان پر لکھنے کی یہ ادنیٰ پیش کش بھی اس زمرے میں شمار کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ اپنی ساری زندگیاں خداوندِ قدوس کی تحمید و توصیف، اس کی آخری کتاب کی عظمت و فضیلت اور اس کے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا نذرانہ عقیدت و محبّت پیش کرنے میں صرف کر دیں۔

انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار اور زمانے میں مختلف اُمتوں کے لئے اگرچہ کئی کتابیں اور صحیفے آسمان سے نازل فرمائے ہیں لیکن جس کتاب پر کتب سماوی کے نزول و اجراء کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا وہ قرآن مجید ہے۔ اس کتاب کے نزول کے ساتھ ہی واضح اعلان فرمایا گیا کہ انسانیت کے لئے جو بھی اصول حیات اور نظام زندگی وضع کرنا تھا وہ اسے آخری شکل دے کر مکمل و اکمل صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں کہ جس کی ذات پر مزید کوئی کتاب نازل کرنی ہو۔ اور آپؐ کی اُمّت کے بعد کوئی دوسری اُمّت نہیں۔ اب یہ انسانوں کا کام ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ایک ایک گوشے اور تمام پہلوؤں کے لئے قرآنِ مجید کو مشعل راہ بنائیں۔ اس میں ان کی روحانی تسکین، مادی ترقی اور نجاتِ آخرت کے وہ تمام طریقے ذکر کر دیئے گئے ہیں جن کی ممکن ضرورت پیش آ سکتی ہے، الغرض انسانی راہنمائی کا کوئی بھی پہلو تشنۂ ہدایت نہیں دیا گیا ہے۔ پھر یہ کام اس قدر آسان اور یہ طریق کار اتنا سہل کر دیا گیا ہے کہ اس پر عمل پیرائی کوئی مشکل کام نہیں۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

یعنی انسان اگر دانائی۔ فہم و فراست اور فکری بلند پروازی سے کام لیں تو وہ زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی اور رشد و ہدایت قرآن مجید ہی میں موجود پائیں گے۔ کون نہیں جانتا کہ عرب قوم۔ اگرچہ وسائل و ذرائع کے اعتبار سے دُنیا میں پسماندہ اور زمانے کے ترقی پسندانہ رجحانات سے نا آشنا سمجھی جاتی تھی، لیکن زبان و کلام کے اعتبار سے ان لوگوں کو اپنی فوقیت اور دوسری دنیا کے بالمقابل اپنی برتری کا اتنا ناز تھا کہ وہ اپنے سوا پوری دُنیا کو "عجم" کے نام سے یاد کرتے۔ یعنی قوّتِ گویائی سے وہ قوم صرف اپنے آپ کو متصف پاتی اور باقی تمام اقوام کو زبان و کلام پر قدرت سے عاری اور "گونگی" تصوّر کرتی۔

جس طرح آج دنیا میں رواج ہے کہ مختلف ممالک کے لوگ اپنی فنّی عظمت اور قومی برتری کا مظاہرہ کرنے کے لئے دوسرے ممالک کے باشندوں کو دعوتِ مبارزت دیتے ہیں کہ کھیل کود میں، صنعت و حرفت میں اور مختلف علوم و فنون میں درجۂ کمال حاصل کرنے میں مقابلہ کر کے دیکھ لیا جائے کہ عظمت و فوقیّت کے لائق کون ہے۔

چنانچہ حصولِ مقصد کے لئے باقاعدہ میچ ہوتے ہیں مذاکرے، مباحثے اور سیمنار قائم ہوتے ہیں۔ اور جو افراد، ٹیمیں یا ممالک اپنی عظمت کا سکہ منوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کے ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور اعترافِ عظمت کی علامتوں اور نشانیوں سے انہیں سرفراز کیا جاتا ہے بعینہٖ یہی صورتِ حال عرب میں بھی موجود تھی، مختلف فنّی ماہرین علماء اُدباء اور شعراء دوسروں سے اپنے کلام اور اپنی علمی برتری کا سِکّہ منوانے کے لئے باقاعدہ چیلنج دیتے، اس کے لئے عظیم الشان میلے منعقد ہوتے اور ماہرین فن اپنے اپنے کمالات کا مظاہرہ کرتے، علم و فضل پر ناز کرنے والے شعراء اپنا کلام کسی تختی یا چمڑے کی جھلّی پر تحریر کر کے آویزاں کر دیتے۔ اور منتخب کلام کئی روز تک شائقین سے دادِ تحسین وآفرین وصول کرتا۔ حتّٰی کہ بیت اللہ جو زمانۂ جاہلیّت میں بھی لوگوں کی مقدّس ترین عبادت گاہ اور مرجع خلائق تھی اس میں بھی یہی صورتِ حال موجود تھی، بڑے بڑے شعراء اپنا اپنا معرکہ آرا کلام بیت اللہ کی دیواروں پر آویزاں کرتے اور جو کلام اپنی انفرادیت و خصوصیّت کا سِکّہ منوا لیتا اسے وہاں رہنے دیا جاتا اور باقی معلّقات (لٹکائی جانے والی چیزیں) اتار لئے جاتے۔

اسی ماحول اور زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جب اپنے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اپنی آخری کتاب نازل فرمائی تو اس زمانے میں بھی بیت اللہ میں عرب کے مشہور ترین شعراء کے سات قصیدے آویزاں تھے جو سبع معلّقات کے نام سے مشہور ہیں جنہیں اس دور کا معرکہ آرار کلام ہونے کا اعزاز دیا جا رہا تھا۔ لیکن جب ایک صحابی رضی اللہ عنہٗ نے خداوند قدوس کی آخری کتاب قرآن مجید کی ایک مختصر ترین سورت "کوثر" تحریر کر کے "سبعِ معلّقات" کے ساتھ آویزاں کر دی۔ تو تمام شعراء نے اعترافِ شکست کے طور سے اپنے اپنے معلقات یہ کہہ کر اتار لئے۔ مَا هٰذَا مِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ۔ یہ کلام کسی انسان کا وضع کردہ نہیں ہے۔ بلکہ واقعی یہ کسی ایسی ذات کا کلام ہے جس کی عظمت و شوکت کے سامنے سب

ہیچ ہیں۔ اور اگر دنیا کے کسی ایسے شخص نے جسے اپنے علم و فضل پر ناز ہے، نے قرآن مجید کی عظمت کے سامنے اظہارِ عجز سے ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ سے کام لیا تو کلام اللہ میں ان الفاظ کے ساتھ اسے چیلنج دیا گیا ہے۔ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ط کہ اپنے علم و فضل کی برتری کا دعویٰ کرنے والے سب مل کر اپنی اجتماعی کوششوں سے بھی تم خدا کے کلام ایسی ایک معمولی سورت تو بنا کر لاؤ۔

اور یہ ایک بیّن صداقت ہے کہ اپنی عظمت کا دم بھرنے والے انسان اگر اپنی ساری زندگیاں بھی اس کام میں لگا دیں اور قیامت تک کوشش کرتے رہیں تو اس مقصد میں ہرگز ہرگز ذرہ برابر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے قرآن مجید۔ کوئی اس قسم کا دنیاوی ضابطۂ قانون اور دستورِ اساسی تو ہے نہیں کہ مرحلۂ آغاز ہی میں ترمیم و تنسیخ کی زد میں آجائے۔ وہ خداوند قدوس کی نازل کردہ آخری کتاب ہے جس کے نزول کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے آخری فیصلہ کا اعلان فرما دیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔!

یہ وہ کتاب ہے جو ترمیم و تنسیخ اور تحریف و تبدّل سے پاک اور محفوظ ہے۔

اس کے برعکس آپ دیگر کتبِ سماویہ کا بھی جائزہ لیں تو آپ کو دنیا بھر میں کوئی کتاب ایسی نہیں ملے گی جس کے بارے میں خود ان کتابوں کو ماننے اور ان پر ایمان لانے والے پورے وثوق یقین اور اعتماد کے ساتھ یہ رائے رکھتے ہوں کہ وہ کتب اپنے متن اور معانی کے اعتبار سے زمانۂ نزول ایسی ہیں۔ اور ان میں کسی نوعیّت کا تغیّر نہیں ہوا ہے بلکہ وہ تو خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کتبِ سماویہ میں سے توریت اور انجیل کے آج وہ نسخے موجود ہیں جن کی صحت کے بارے میں مرکزی بائبل کیٹی نے مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ چنانچہ تورات وانجیل کے دستیاب نسخوں پر باقاعدہ تصدیق یعنی عبارت درج ہے کہ یہ نسخہ اصل کے مطابق ہے۔

ان دو مشہور کتابوں کے علاوہ اور کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے جس کے آسمانی کتب ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہو دیگر مذاہب کے لوگوں نے اپنی صوابدید کے مطابق قوانین و ضوابط وضع کر رکھے ہیں اور وہ لوگ حالات و واقعات کے مطابق اس میں تغیّر و تبدّل کرتے رہتے ہیں گویا۔ اس سرسری جائزہ سے معلوم ہوا کہ خدا کی آخری کتاب قرآن مجید کے علاوہ کوئی ایسی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جو تحریف سے پاک اور اپنے متن اور معانی کے لحاظ سے اپنے زمانۂ نزول کے انداز ہی میں موجود ہو

ایک اشتباہ

بعض مستشرقین اور مغرب زدہ لوگ دبی زبان سے یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جہاں تک قرآن مجید کے متن کا تعلق ہے پوری دنیا اس پر سرِتسلیم خم کرتی ہے کہ اس میں زبر زیر پیش کی تحریف کا ادنیٰ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ حقیقت بھی تسلیم کہ اس کتاب کی حفاظت کا خداوندِ قدوس نے جس طرح اعلان فرمایا واقعی وہ اسی طرح محفوظ بھی ہے اور خدا نخواستہ آج پوری دنیا اگر اس کتاب کے خاتمے کے درپے ہو جائے اور قرآن کے مطبوعہ نسخے ضائع کرنے کی سعی مذموم میں کامیاب ہو جائے تو لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سینوں اور لوحِ دماغ سے وہ کس طرح محو کر سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک اس کتاب کے معانی کا تعلق ہے اس کی صحت کی ضمانت کیا ہے۔؟

اوّل تو یہ مبینہ اشتباہ جہالت پر مبنی ہے اور ایسے لوگوں کو ہی یہ بات کہنے کی جسارت ہو سکتی ہے جو قرآنی تعلیمات سے یکسر عاری اور کورے ہیں ورنہ وہ اس کا جواب خود قرآن مجید ہی میں موجود پائیں گے۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی سورۂ علق نازل ہوئی تو آپ نے الفاظِ وحی جلدی جلدی یاد کرنا شروع فرمائے۔ اسی پر

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ط اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جلدی جلدی الفاظِ وحی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس وحی کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور زبان پر جاری کرانا یہ ہمارے ذمہ ہے آپ نزولِ وحی کے مرحلہ میں صرف اتباع تلاوت کرتے رہیئے پھر اس وحی کا ترجمہ، تفسیر اور وضاحت بھی ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس نوعیّت کے تمام اشتباہات کا مسکت جواب دیا گیا ہے جن میں تفسیر و بیان کے من جانب اللہ نہ ہونے کے وسوسے پیدا کرنے کی سعی مذموم کی جاتی ہے۔!

وضاحتِ مسئلہ کے لئے صرف یہی ایک آیت کریمہ ہی نہیں اور بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں اس بات کی پوری وضاحت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی عمل کرتے اور بیان فرماتے ہیں وہ سب من جانب اللہ اور برضاء الٰہی ہے جیسا کہ آیت کریمہ ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۝

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں" یہاں کتاب سے مراد کتاب اللہ۔ اور حکمت سے مراد احادیثِ رسول اللہ ہیں۔ اور دوسری آیت ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

کہ رسول اللہ جو بھی گفتگو اور بیان فرماتے ہیں وہ سب وحی الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔ گویا وحی کی دو قسمیں ہوگئیں ایک وحی متلو اور دوسری غیر متلو۔ وحی متلو۔ قرآن مجید اور وحی غیر متلو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح وحی متلو پر سب کا راسخ ایمان ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ حالانکہ وہ بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے الفاظ ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ اسی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ مبارک کے دوسرے الفاظ پر اعتقاد و ایمان نہ رکھیں۔

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ امانت و دیانت ہے کہ آپ نے وحی متلو یعنی کلام اللہ اور وحی غیر متلو یعنی کلام رسول اللہ) میں بیّن اور واضح امتیاز برقرار رکھا اور کلام اللہ کا اپنے کلام کے ساتھ کسی نوعیّت کا اشتباہ نہ ہونے دیا۔

یہاں پر اس بات کا تذکرہ برمحل ہے کہ اگر کلام اللہ کو کلام رسول اللہ کے بغیر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو حصولِ مقصد میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی اور

(باقی صہ۲۲ پر)

دورِ حاضر کے مسائل اور عالمی مشکلات

قرآنِ مجید اُن کا کیا حل پیش کرتا ہے؟

مولانا سید شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

دور حاضر کی مثال اس سانپ کی ہے جس کی کھال خوبصورت منقش اور نرم ہو۔ لیکن اس کے اندر زہر لپٹا ہوا ہو۔ موجودہ دَور میں انسانی راحت کا جس قدر سامان ہے۔ اور سائنسی مصنوعات کے جس قدر ذخائر ہیں۔ وُہ نہایت، پُرفریب اور جاذب توجّہ ہیں اور ترقی کے نام سے ہر قوم تہذیب و تمدّنِ حاضر کو اپنا لے کے لیے نہ صرف کوشاں ہے بلکہ بلا امتیاز اس کی ایک ایک چیز کی نقل اتارتی ہے۔ اس میں جو پوشیدہ زہر ہے۔ اس کی تحقیق کے لیے نہ کسی کے پاس وقت ہے نہ دماغ اور نہ تحقیق کی کوئی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ جذبۂ تقلید تحقیق سے بے نیازی بخشتا ہے۔ جس زہر کا ہم نے ذکر کیا۔ اقبالؔ مرحوم بھی اسی پر یقین رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

؎ من درونِ شیشہ ہائے عصرِ حاضر دیدہ ام
آن چناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب

یہاں انقلاب کا لفظ کہہ کر آپ نے تہذیبِ حاضر کو بدل ڈالنے کی ترغیب دی۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کی شکل میں کہتے ہیں۔

گفتا کہ جہانِ ما آیا بہ تو می سازد
گفتم کہ نمی سازد گفتند کہ برہم زن

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا دورِ حاضر کا جہاں تجھے پسند ہے؟ میں نے کہا نہیں کہنے لگے۔ مٹا ڈالو۔

اسی کو امام ولی اللہ نے فکِ کل نظام سے تعبیر فرمایا ہے۔ پھر بھی عشاقِ مغربیت کا پرفریب نعرہ مستانہ یہ ہوتا ہے کہ ہم تقلیدِ فرنگ نہیں بلکہ تجدید کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اربابِ دانش کو اقبالؔ مرحوم نے اس فریب سے بھی آگاہ کردیا ہے۔ فرمایا ہے ؎

محسوس یہ ہوتا ہے کہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

فتنۂ استشراق

اہلِ یورپ اور امریکہ نے جب یہ دیکھا کہ وہ تلوار کے ذریعہ اسلام کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ یہ سبق انھوں نے صلیبی جنگوں سے حاصل کیا تو اب انھوں نے اپنا طرزِعمل بدلا اور سوچا کہ قلم کے ذریعے اصلی اسلام کو مٹایا جاسکتا ہے چنانچہ اس سلسلے میں انھوں نے ایک ایسا نصابِ تعلیم مرتب کیا کہ جس کے پڑھنے سے اگرچہ ایک مسلمان عیسائی نہ بن سکے۔ لیکن اس کے اثر سے وُہ اصلی اسلام پر قائم بھی نہ رہ سکے۔ نصابِ تعلیم کے علاوہ انھوں نے بھاری رقم خرچ کرکے مستشرقین کی ایک ایسی جماعت تیار کی کہ وُہ اسلامی علوم کا مطالعہ کرکے ایسی تصنیفات انگریزی زبان میں مرتّب کریں۔ جن میں اس امر کا التزام ہو کہ مصنّف پہلے اسلام، پیغمبرِاسلام، قرآن و سُنّت اور تاریخ اسلام کے متعلق اپنی سکیم کے تحت ایک نظریہ قائم کرلیں۔ اور پھر اسلامی روایات میں قطع و برید اور مفید مطلب تحریف کرکے ایسے نتائج اخذ کریں کہ پڑھنے والا مسلمان اپنے دین کے متعلق کم از کم شک اور تردّد میں ضرور پڑجائے لیکن اس امر کا خیال ضرور رکھا جائے۔ کہ وہ ان چاروں امور اور دیگر اسلامی حقائق کے بارے میں چند جملے تعریف کے بھی تحریر کرے تاکہ ان کے تعصب اور خفیہ سکیم پر پردہ پڑا رہے۔ اور مسلمان مطالعہ کرنے والوں کا ذہن ان سے اس طور پر متاثر ہو کہ وُہ ان کو محقق، سمجھنے لگ جائیں۔ حوالجات کتبِ اسلامیہ کا بھی ڈھیر لگایا جائے تاکہ ناظرینِ کتاب ان سے مرعوب ہوکر اپنے ذہن میں تبدیلی پیدا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ مستشرقین یورپ اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ انگریزی خواندہ مسلمان ناظرین عربی زبان اور عربی علوم سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اصل حوالجات اور ان کے صحیح منشاء و مفہوم کی طرف رجوع نہیں کرسکتے۔ اور نہ علمائے دین سے مراجعت کی زحمت گوارا کرسکتے ہیں۔ لہٰذا ان کتابوں کے مطالعہ سے جو ذہنیت بنے گی وہ پائیدار ثابت ہوگی۔ یہ سب خرابی اس بناء پر پیدا ہوتی ہے۔ کہ "اسلام" کو دشمنانِ اسلام کی تصنیفات کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ براہِ راست اپنے ذرائع سے "اسلام" کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تاکہ اصل حقیقت کی طرف رسائی ہو۔

مغربیت زدہ مسلمانوں کے ذریعے تحریفِ اسلام کی سکیم

مصرحہ بالا ذریعہ سے جب اہلِ یورپ کو اپنے مقصد میں نمایاں کامیابی نظر نہ آئی تو خود مغرب زدہ مسلمانوں کے ذریعے انھوں نے اسلام کو تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ جس کا اثر یہ ہُوا کہ گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں عالمِ اسلام میں اصلاح و ترقی کے نام سے مسلمانوں میں جس قدر داعی اور قائد منظرِ عام پر آئے۔ ان کے طریقِ کار میں ان مستشرقین کی تحقیق و تلقین کا عکس صاف نظر آجائے گا۔ گویا ان مستشرقین کے خیالات کو ان مصلحین و زعماء اہلِ اسلام کا اساس قرار دیا جاسکتا ہے۔ جس کو مدِّنظر رکھ کر ان کی مجوّزہ تحریفِ دین کی سکیم کو وُہ بروئے کار لا رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقی انسانی ترقی کے لیے "اسلام" جو دینِ فطرت ہے۔ اس پر مضبوطی اور کامل یقین کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ نہ یہ کہ اس میں تحریف کی جاکر اس کی رُوح کو ختم کرنا ضروری ہو۔ ہم نے اس مضمون کو اپنی دو مطبوعہ کتابوں "اسلام دینِ فطرت ہے" اور "ترقی اور اسلام" میں مدلل طور پر ثابت کیا ہے۔ لہٰذا یہاں ان دلائل کا اعادہ، غیر ضروری ہے۔ صرف یہ امر ذہن میں رکھنا لازمی ہے۔ کہ ایک قوم کی دنیوی ترقی کے لیے جو امور ضروری ہیں۔ مغربی مفکرین کی متفقہ رائے کے مطابق وُہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ "ماضی سے ارتباط" تاکہ اُن کا قومی تشخص اور تاریخی وابستگی کی وجہ سے انکا ملّی جذبہ دولول زندہ رہیں۔

۲۔ "وحدتِ فکر و عمل" تاکہ قوم کی شیرازہ بندی قائم رہے اور انتشار

سے محفوظ رہے۔

۳- "فراہمی اسباب قوت" کہ اس عالم اسباب میں قدرت کے اکثر فیصلے ان ہی اسباب کے تحت صادر ہوتے ہیں۔

۴- "جہد مسلسل" یعنی اپنے مقاصد کے لیے مسلسل کوشش کرنا تاکہ کوئی غفلت، سستی، راحت پسندی اور تعیش اس جدو جہد کی راہ میں رخنہ انداز نہ ہو۔

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ان چار اسباب کے علاوہ اور کوئی بنیادی سبب ایسا نہیں۔ جس کو قوموں کی ترقی میں دخل ہو۔

اب ان چار اسباب کی تلاش کے لیے ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں۔ کہ وہ ان اسباب پر زور دیتا ہے یا نہیں۔ قرآن وسنت کی تفصیلات کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ ہم مختصراً ہر سبب کے لیے محض قرآنی احکام پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ماضی سے ربط

ملت اسلام کے ماضی بعید یعنی انبیاء و مومنین سابقین کے متعلق حکم ہے۔ فبهداهم اقتده یعنی ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔ اسلام کے ماضی قریب یعنی صحابہ کرام کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔ اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون۔ یعنی صحابہ کرام دنیا میں اللہ کی منشا کو پوری کرنے والوں کی جماعت ہے اور جو ان کی چال چلے۔ صرف ان کو دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

پھر اس سبق کو پنج وقتہ نماز کی ہر رکعت میں دہرانے کے لیے ارشاد ہوا۔

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين

یعنی خدا سے سیدھی راہ طلب کرو جو اللہ کے انعام یافتگان کی راہ ہے۔

یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی راہ نہ یہود و نصاریٰ یا ان اقوام کی راہ جو اللہ کے مغضوب اور گمراہ ہیں

وحدت فکر و عمل

اس کے متعلق ارشاد ہے۔ اعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا۔ اے مسلمانو! سب مل کر اللہ کی دین و فطرت کی رسی مضبوط پکڑو اور تفریق نہ ڈالو۔ یعنی اگر سب مل کر دین و فطرت کی رسی کو مضبوط پکڑو گے۔ تو سب فکر و عمل کے لحاظ سے متحد ہوکر فولادی دیوار بن جاؤگے۔ اور تفرقہ نہ ڈالو کہ کچھ تو قرآنی اور اسلامی ہدایات کو اپنالو اور کچھ مغربی افکار یا دیگر نظریات کو، ایسی صورت میں تمہاری حقیقی وحدت پارہ پارہ ہوکر خلفشار کی نظر ہوجائے گی۔ اور تم میں خانہ جنگی شروع ہوجائے۔ جس سے تمہارا ملی وجود ختم ہوجائے گا۔

فراہمی اسباب قوت

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة: تمہارے اوپر فرض ہے کہ تم ان اسباب قوت کو جمع کردو۔ جن سے تمہارے دشمن مرعوب ہوسکیں۔ ترهبون به عدو الله وعدوكم اس آیت کی عالمگیر تعبیر میں جملہ اسباب قوت داخل ہیں۔ باطنی قوت کے لیے دینی تعلیم اور ظاہری قوت کے لیے دنیوی تعلیم پھر ضروریات حیات کے لیے صنعتیں اور آلات حرب کے لیے جنگی سامان تیار کرنے والے کارخانے، نقل و حمل کی ضروریات کے لیے بری بحری اور ہوائی مواصلات، جنگی اور عام مریضوں کے لیے محکمہ صحت کے تحت ادویہ کی بہم رسانی اور شفا خانے، دشمن کی خبر گیری کے لیے محکمہ تجسس، غلہ اور غذائی مواد کے لیے زرعی ترقی، خام مواد کے لیے معدنی ترقی یہ تمام اسباب تیار کرنا اپنی ملی استطاعت کی آخری حد تک فرض ہے۔ اور فرض بھی اس مقدار میں کہ اس سازو سامان قوت اسلامی کو دیکھ کر دشمنان اسلام کا متحدہ محاذ مرعوب ہوسکے اور ان کو یہ جرأت نہ رہے۔ کہ مقابلے اور معرکے کے میدان میں آئے۔ اس میں تا قیام قیامت جدید اسلحہ از قسم ایٹم بم، ہیڈروجن بم وغیرہ سب کی تیاری کا فرض ہونا داخل ہے۔ اب بتاؤ کہ صرف اس آیت کا مفہوم اور منشاء معلوم کرنے کے بعد دور حاضر کی ترقی کی وہ کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے جس کے لیے قرآن کو موڑ توڑ کر زمانہ حاضرہ کے مطابق کرنے کی ضرورت ہو۔ البتہ یورپ کی فحاشی، ناچ گانا اور دیگر منکرات ضرور رہ جاتے ہیں۔ جن کو ترقی میں دخل نہیں۔ بلکہ اسباب زوال ہیں۔ اس حقیقت کو یورپ نے خود محسوس کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی اول نمبر طاقت جو اخلاق باختہ اور عیاش ہے۔ یعنی امریکہ، وہ ایک چھوٹی سی قوم ویٹ کانگ کے ہاتھوں ایک عرصہ سے مسلسل پٹ رہی ہے۔ جس میں ہمارے لیے عبرت کا سامان ہے۔

ان فی ذالك عبرة لاولی الابصار

جہد مسلسل

ترقی کا چوتھا سبب جہد مسلسل، یعنی، دین و دنیا کے مقاصد کے لیے لگاتار سعی و عمل کرنا کہ یہ دنیا جہان عمل ہے۔ غفلت اور ترک سعی موت ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے۔

ليس للانسان الا ما سعى وان سعيه سوف يرى۔

انسان کے لیے دونوں جہانوں میں جو کچھ ملتا ہے اور انسان کوشش اور جدو جہد کا ثمرہ و نتیجہ ضرور پائے گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

استدلال

ان تصریحات قرآنی سے یہ ثابت ہوا۔ دور حاضر کی ہر وہ چیز جس کو ترقی میں دخل ہے۔ وہ قرآن پاک کے تابع ہے۔ ان چار اصولوں سے باہر نہیں۔ باقی یورپ کا تہذیب و تمدن اور خدا بیزار آخرت فراموش افکار ان کو ترقی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ان کے خلاف امور ترقی میں موثر ہیں۔ اب مغرب زدہ لیڈروں کا یہ کہدینا۔ کہ اسلام کو دور حاضر کے تقاضاؤں کے مطابق کرو۔ اس کا مطلب متعین کرنا ضروری ہے۔ اگر عصر حاضر کے تقاضاؤں سے اصول ترقی مراد ہے۔ تو وہ دور حاضر سے چودہ سو سال قبل قرآن نے واضح الفاظ میں متعین کئے ہیں۔ لہذا مطابق کرنیکا سوال ہی سرے سے پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر عصر حاضر کے تقاضاؤں سے مراد اسلامی زندگی کو یورپ کی شیطانی زندگی کے قالب میں ڈھالنا مقصود ہے کہ اسلام اور قرآن کو اس کے مطابق بنادیا جائے۔ تو ایسا

کرنا نہ ممکن ہے۔ اور نہ مفید ہے۔ بلکہ ایک مہلک عمل ہے۔ دین فطرت کے اصول خود فطرت کی طرح ناقابل تغیر ہیں۔ اور انسانی فکر و عمل تغیر پذیر ہے۔ تغیر پذیر چیزوں میں سے ان چیزوں کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔ جو خدائی فطرت کے مطابق ہوں۔ نہ یہ کہ خدائی فطرت کو بگاڑ کر خلاف فطرت امور کے مطابق کردینے کی سعی کی جائے مثلاً انسان کا سر فطرت خداوندی کی ساخت ہے۔ لیکن ٹوپی جو سر پر رکھی جاتی ہے۔۔۔ ۔۔۔ انسانی عقل و عمل کی پیداوار ہے۔ لہٰذا جو شخص بازار میں ٹوپی خریدنے جائے گا۔ وہ اس ٹوپی کا انتخاب کرے گا۔ جو اس کے فطری سر کے برابر ہو۔ اور اس پر فٹ آئے۔ وہ قطعاً ایسا نہیں کرے گا کہ ٹوپی اگر سر سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ تو سر کا کچھ حصہ کاٹ کر یا اس میں قطع و برید کرکے سر کو ٹوپی کے ساتھ فٹ کردے ورنہ اس کا ایسا کرنا کمال درجے کی حماقت شمار ہوگا۔ اس امر کو قرآن نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

ترجمہ: اسلام اللہ کا فطری دین ہے۔ جس پر انسان کی فطرت بنائی گئی ہے۔ اللہ کے اس فطری دین کو بدل دینے کی کوشش نہ کرو۔ یہی دین حقیقی انسانی زندگی کو قائم رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔ لیکن انسانوں کی اکثریت اس سے بے خبر ہے۔

ہم اس چیز سے انکار نہیں کرتے کہ دورِ حاضر اور ہر دور کے ایسے واقعات جن کے واضح احکام کتاب و سنت میں موجود نہ ہوں۔ اور ان کی دریافت زندگی کے لیے ضروری ہو۔ وہ قرآن و سنت کے اصول سے استنباط کیے جاسکتے ہیں۔ اور استنباط کیئے جاتے رہے ہیں۔ اور یہ اسلام کے متحرک اور غیر جامد ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ استنباط کن حضرات کا کام ہے۔ یہ کام اگرچہ اسلام میں خاص گروہ کا ٹھیکہ تو نہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا نازک معاملہ ضرور ہے جس کے لیے خاص مہارت کی ضرورت ہے۔ بلکہ دنیا کے کسی معمولی فن کاکام بھی کسی غیر ماہر سے نہیں جاسکتا۔ نہ ہر آدمی سے کسی پل کی تعمیر کا کام لیا جاسکتا ہے۔ بلکہ اپریشن کیلیے ماہر ڈاکٹر اور پل کی تعمیر کے لیے ماہر انجنیئر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح استنباط احکام کے لیے فن کی مہارت ضروری ہے۔ جو مندرجہ ذیل امور سے پیدا ہوتی ہے:-

(ا) کتاب و سنت، سیرت نبوی، سیرت خلفاء راشدین اور ان سے متعلقہ علوم پر اُس کی نظر وسیع ہو تاکہ اس کو شریعت کے مزاج سے صحیح مناسبت پیدا ہوسکے۔

(ب) زیر بحث قانون زندگی کے شعبے سے متعلق ہو۔ اس کو صاحب شریعت کے اُن تمام احکام پر نظر ہو جو اس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ شریعت کا صحیح منشا اور روح معلوم ہوسکے۔

(ج) شریعت کے قانون سازی کے طرز، طریقے اور اصول کو جانتا ہو۔ تاکہ اسی نہج کے مطابق وضع قانون کرسکے۔

(د) قانون سازی کے وقت اس کے سامنے بنیادی نصب العین یعنی منشاء شریعت کو قائم رکھنا ہو۔ نہ خواہشات نفس کی تکمیل اور غیر شرعی ماحول کی موافقت۔

یہ چار امور اس لیے ضروری ہیں کہ کتاب و سنت و شریعت الہٰی اصل ہے اور فرعی احکام اس کے تابع ہیں۔ اس لیے ضروری ہے۔ کہ فرع کو اصل سے تصادم بھی نہ ہو۔ اور فرع اصل کے دائرے سے تجاوز بھی نہ کرنے پائے۔ جب سے انسان نے آسمانی ہدایات سے خلاف ورزی کا رویّہ اختیار کیا ہے۔ اس وقت سے انسان کی مشکلات میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔ نہ اللہ کے حقوق محفوظ رہے نہ انسانوں کے۔ بلکہ پوری دنیا ظلم، جھوٹ، خونریزی اور فسق و فجور کا جہنم کدہ بن گئی۔

خود اقوام عالم کو اس تباہی کا احساس ہے اور وہ اصلاح احوال کے لیے بے تاب ہیں۔ اس بے تابی نے اقوام متحدہ کی تشکیل میں جنم لیا۔ تاکہ عالمی مظالم اور تباہ کاریوں کا انسداد ہو۔ لیکن کیا اس عالمی عدالت اقوام نے انسانی مظالم میں کمی واقع کردی؟ نہیں بلکہ مظالم میں اور اضافہ ہوا اور ہوتا جا رہا ہے۔ ظالم طاقتیں اپنے مظالم کو تباہ کن بنانے کے لیے قیامت خیز اسلحہ سازی کی دوڑ میں مصروف ہیں۔ تاکہ اس کے بعد اگر تیسری ظالمانہ جنگ چھڑ جائے تو پوری انسانی آبادی آنکھ جھپکتے میں راکھ کا ڈھیر بن جائے۔ اور ایک بھی متنفس زمین پر باقی نہ رہے اقوام متحدہ کے انصاف کی تصویر طویل تجربے کے بعد پاکستان کے اقوام متحدہ میں مستقل مندوب سید احمد شاہ بخاری نے اس طرح کھینچی ہے کہ:-

"اگر اقوام متحدہ میں دو چھوٹی قوموں کا تنازعہ درپیش ہو۔ تو خود تنازعہ اور مقدمہ ہی غائب ہوجائے گا۔ اور اگر تنازعہ ایک چھوٹی اور دوسری بڑی قوم کا ہو تو چھوٹی قوم غائب ہوجائے گی۔ اور اگر تنازعہ دو بڑی قوموں میں ہو تو خود اقوام متحدہ غائب ہوجائے گی"

(تقریر سید احمد شاہ بخاری)
مندوب پاکستان مندرجہ جنگ ۶ دسمبر ۶۷ء
تقریر ۷ جنوری ۱۹۵۳ء

انسان کا قانون

مظالم عالم کا انسداد اس لیے ناممکن ہوگیا ہے کہ قانون پہلے انسان خود ہی بناتا ہے۔ پھر یہی انسان اس کو جاری کرتا ہے انسان اور خصوصاً دور حاضر کا خود غرض مفاد پرست، اور خدا فراموش انسان جب قانون بنائے گا تو وہ قانون اُن قانون ساز اشخاص کی خواہشات اور جذبات کا مظہر ہوگا۔ جن سے خود قانون ہی منصفانہ نہ بن سکے گا۔ مثال کے طور پر خود اقوام متحدہ کے اسی قانون سے ہماری اس بات کی تصدیق ہوسکتی ہے کہ اقوام متحدہ میں بڑی طاقتوں کو ویٹو پاور (VITO POWER) یعنی حق تنسیخ دیا گیا۔ کہ جب کوئی ایسا معاملہ پیش ہو۔ جس کو بڑی طاقتوں میں سے کوئی ایک ناپسند کرے تو وہ اس کو منسوخ کرا سکتا ہے۔ حالانکہ ظالم طاقت ہمیشہ ہی بڑی طاقت ہوا کرتی ہے۔ تو جب اس کے خلاف کوئی کارروائی اس کی رضامندی کے بغیر پیش نہ ہوسکے گی۔ تو انصاف اور مساوات حقوق کی کوئی صورت بھی ممکن نہ ہوسکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا بڑی طاقتوں کی غلامی اور اُن کے مظالم کا کھلونا بن کر رہ گئی ہے۔ اور مظلوم اقوام کی آواز کو کوئی سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نام تو اقوام متحدہ کا ہے۔ جن میں سو سے زیادہ اقوام شامل ہیں۔ لیکن بڑی طاقتوں کے سوا

باقی اقوام کا وجود کالعدم ہے۔ یہی سبب ہے کہ جمہوریہ چین بڑی طاقت ہونے کے باوجود اب تک اقوامِ متحدہ کی ممبری تک سے محروم ہے۔ جب کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اقوامِ متحدہ کی ممبر ہیں۔

انسان کا تنفیذ قانون

قانون اگر بالفرض نہایت عمدہ اور منصفانہ ہو۔ لیکن اس کے چلانے والے انسان کی نیت اگر صاف نہ ہو۔ بلکہ خود غرض اور مفاد پرست ہو تو قانون بیکار ہوجاتا ہے۔ اور انصاف کی تنفیذ اور اجراء کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اقوامِ متحدہ میں آزادانہ استصواب رائے کا انسانی قانون موجود ہے اور یہ قانون حقوق انسانی کے چارٹر میں داخل ہے۔ لیکن اب تک نہ کشمیر کا مسئلہ اس قانون کے تحت حل ہوا۔ نہ فلسطین اور قبرص کا اور نہ جنوبی افریقی بلاک کے بعض ملکوں کا۔ کیونکہ چلانے والے اس قانون کے وہ ارکانِ اقوامِ متحدہ ہیں۔ جو اس قانونِ انصاف پر عمل کرنے کو اپنے مفاد کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لیے عالمی مشکلات اور بین الاقوامی مظالم کا واحد حل یہ ہے کہ پہلے منصفانہ ذہن اور عادلانہ ضمیر پیدا کیا جائے۔ تاکہ انسان کا قلب و ضمیر درست ہو جائے۔ پھر ایسے انسانوں کے ذریعے وہ قانون نافذ کیا جائے کہ جن کے عدل میں رائی برابر نقص اور انصاف سے انحراف نہ ہو اور نہ اس میں کسی قوم و ملک کی طرفداری کی آمیزش ہو اور ایسا قانون صرف آسمانی، اور الٰہی قانون ہوسکتا ہے۔ جس کے بنانے والے کے علم محیط میں نہ نقص کی گنجائش ہے اور نہ انصاف سے انحراف کی۔

تمت کلمة ربك صدقا وعدلا (قرآن)

"اللہ کا قانون صداقت اور عدل و انصاف کے لحاظ سے انتہائی کامل ہے۔"

اللہ چونکہ نہ کسی قوم کا فرد ہے اور نہ کسی خاص وطن یا رنگ یا زبان سے منسوب ہے۔ اس لیے اس کے عادلانہ فیصلوں میں قومی، ملکی قومی اور لسانی، جانبداری کی گنجائش نہیں ؎

سروری زیبا فقط اسی ذات بے ہمتا کو ہے
اک وہی ہے حکمراں باقی بتانِ آذری۔

باقی انسانی قانون کا حال یہ ہے۔

غیر حق چوں ناہی و آمر شود
زور ور بر ناتواں قاہر شود (اقبال)

اب ان پر دو امور کو انسانی ذہن کی عادلانہ تعمیر اور اقوام عالم کے لیے عادلانہ قانون جن پر عالمی عدل اور بین الاقوامی امن کا دار و مدار ہے۔ اور جو دورِ حاضرہ کی تمام مشکلات کا حقیقی اور الٰہی حل ہے۔ اور جس کے لیے موجودہ دنیا تڑپ رہی ہے۔ ہم قرآنِ کریم سے پیش کرتے ہیں۔

انسانی ذہنیت کی عادلانہ تعمیر

ایک انسان کو حقوقِ الٰہی اور حقوقِ انسانی میں اقامتِ عدل اور اجتنابِ ظلم کے لیے تیار کرنا موجودہ مادی نظام کے تحت خواہ مغربی بلاک کا ہو یا مشرقی بلاک کا، قطعاً ناممکن ہے۔ تاوقتیکہ انسان کے بنیادی نظریۂ حیات میں تبدیلی پیدا نہ کی جائے۔ اور مسئولیت کی ذمہ داری کا احساس اس کے ذہن میں راسخ نہ کرایا جائے۔ عالمی عدل کا آغاز درحقیقت انسان کے باطن اور قلب و دماغ سے ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے انسان کی ذہنیت کی تعمیر سے اصلاح کا آغاز کیا۔ پیغمبر اسلام کی نصف سے زائد زندگی میں قرآن کی نصف سے زائد سورتوں میں جو مکی ہیں جو کچھ تربیت کی گئی ہے۔ اس کا مقصد اپنے ماننے والوں کے دل و دماغ میں صحیح انسانی سیرت کا پیدا کرنا تھا اور یہی سب سے مشکل کام تھا۔ اس کے بعد ہر قسم کی اصلاح کا کام آسانی سے انجام پایا گیا۔ جس کے بعد دنیا میں ایسی مثالی جماعت پیدا ہوئی۔ کہ پوری تاریخ بشریت میں اس کی نظیر نہ تھی۔ اور ایک ایسا عادلانہ نظام انسان کو میسر آیا۔ جس کی عقلی دریافت انسان کے لیے ناممکن تھی۔

مسئولیت

تعمیر سیرتِ انسانیت کے لیے احساسِ مسئولیت ضروری ہے اور یہ کہ ہر انسان اور ہر قوم خالقِ کائنات ہی مخلوق ہے۔ ہر انسان بندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے ہر فعل و حرکت کے لیے اپنے مالک کے سامنے جواب دہ ہے۔ وہ بایں معنی آزاد نہیں کہ جو جی میں آئے، کر ڈالے۔ اس کو معمولی ہستی کے آگے نہیں بلکہ احکم الحاکمین، کے آگے اپنے ہر فعل و عمل کا خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ جواب دینا ہے اور حساب چکانا ہے۔ قرآن نے یہ ہدایت دی۔

(۱) ایحسب الانسان ان یترك سدیٰ
کیا انسان کا یہ خیال ہے کہ اس کو بلا حساب چھوڑا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون
اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں باقی تم سب سے سوال ہوگا۔

(۳) ان كل من فی السمٰوٰت والارض الا اتی الرحمٰن عبدا۔
زمین و آسمان والے اللہ کے بندے ہیں اور اسی کے حکم کے بندے ہیں۔ ان سب کو صرف اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات کے تحت آزادی ہے۔

خالق کائنات جس کے تمام اقوام بندے ہیں۔ اس سے کسی کا فعل پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ ہزار پردوں میں کیا جائے۔

(۴) فلا تحسبنّ اللہ غافلاً عما یعمل الظلمون۔
خالقِ کائنات کے متعلق یہ خیال نہ کرو کہ وہ ظالموں کے عمل سے بے خبر ہے۔

(۵) عالم الغیب والشھادة
وہ ہر کھلی اور چھپی چیز کو جانتا ہے۔

(۶) یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور
وہ بدنگاہی کے جرم اور دل و دماغ کے چھپے پروگراموں اور منصوبوں کو جانتا ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔

(۷) الم یعلم بان اللہ یرٰی
انسان نہیں جانتا کہ خالق کائنات اس کی حرکت کو دیکھتا ہے۔

یہ تو حاکمِ حقیقی کے علم کا حال ہے۔ لیکن دستوری اور آئینی کارروائی کے تحت اس کے تمام اعمال مخفی طریقہ سے نامۂ اعمال میں ٹیپ ریکارڈ بھی ہوتے ہیں۔ جو حساب لیتے وقت پیش کئے جائیں گے

(۸) مال ھذا الكتاب لا یغادر صغیرة ولا كبیرة الا احصاھا ووجدوا ما عملوا حاضرا
پیش کیے ہوئے نامۂ اعمال کو دیکھ کر

(باقی صہ ۱۹ پر)

قرآن کریم اور آسمانی کتابیں

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

پروفیسر نور احمد ایم اے

"پس جب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت پہنچے سو جو اس ہدایت کی پیروی کرے گا انہیں نہ خوف ہوگا نہ غم۔" (بقرہ)

قرآن مجید اور سابقہ کتب سماوی

اگرچہ جسمانی و روحانی نشو و نما کے لئے سابقہ کتب سماوی میں بھی بنیادی اصول بتائے گئے تھے لیکن جو حیثیت [illegible]

[illegible]

روحوں کی زمیں جس سے ہو سیراب وہ چشمہ — ذہنوں کے جہاں جس سے منوّر ہوں وہ قندیل

ایجاز و بلاغت وُہ کہ اعجاز ہی اعجاز — اجمال وہ دل کش کہ فدا جس پہ ہو تفصیل!

نازل ہؤا آسان زبانِ عربی میں — ارشادِ خدا ہے کہ پڑھو اس کو بہ ترتیل

یہ نور ہے حکمت ہے، ہدایت ہے، شفا ہے — اس ضمن میں درکار ہے توجیہ نہ تاویل

عالم کو دیا صورتِ اکمل میں اسی نے — وہ دین کہ لائے تھے براہیمؑ و سماعیلؑ

انسان کے اخلاق کی تعمیر کی خاطر — چھوڑا نہ کوئی اس نے سبب تشنۂ تکمیل

انسان کو جو وارثِ کونین بنا دیں — اس دین سے ہوتی ہے ان اعمال کی تشکیل

پوچھ اس سے مہ و انجم و خورشید کے اسرار — یہ راہ نہ توریت دکھاتی ہے نہ انجیل

فہم اور تدبّر سے جو خالی ہو تلاوت — رکھتی ہے دل و ذہن کو بیگانۂ تعمیل

اقوام کے اعمال و نتائج سے خبردار — اللہ کی سنّت کبھی ہوتی نہیں تبدیل

جو تارکِ قرآں ہیں ان کے لئے مضطر
عقبیٰ میں بھی رسوائی ہے دنیا میں بھی تذلیل

قرآن مجید کی عظمت و فضیلت

عبدالرحمٰن لودھیانوی

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن ! نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل آیت ۹)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن سب سے سیدھی راہ بتلاتا ہے۔

قرآن کریم آسمانی کتابوں میں سے آخری اور مکمل زندہ کتاب ہے۔ قرآن کے معنی سب سے زیادہ پڑھی جانیوالی کتاب ہے۔ یہ تمام آسمانی کتب سابقہ پر مُہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے اور ان کے مضامین کی حفاظت اور ان کی پیش گوئیوں کی صداقت کا اعلانیہ اظہار کرتا ہے۔ احکامِ الٰہیہ اور ان کے حقائق و معارف کو تفصیلی طور سے بیان کرتا ہے۔

قرآن کریم اعلیٰ و اکمل کتاب ہے جو خداوند عزّ و جلّ نے اپنے مخصوص ترین بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بواسطہ جبرئیل امین عربی زبان میں اتاری جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح، منضبط اور پُر شوکت زبان ہے جو کہ مَلِکۃُ الْاَلْسِنہ کہلاتی ہے۔ ابنِ کثیرؒ لکھتے ہیں بے شک قرآن اشرف الکتاب ہے اور اشرف اللغات ہے، اشرف الرُسل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اشرف الملائک جبرئیلؑ کے توسط سے اشرف قطعۂ زمین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں نازل ہوا ہے اور اس کی ابتداء اشرف ماہ (رمضان) میں ہوئی۔ لہٰذا یہ کتاب ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

اعجازِ قرآن

قرآن کریم ایک جامعہ اور عظیم الشان کتاب ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی دوسری کتاب، کتاب کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ اس کے اصول نہایت صاف، دلائل روشن، احکام مقبول، وجوہ واضح اور بیانات نہایت شگفتہ اور فیصلہ کن ہیں۔ اس کی عبارت انتہائی سلیس و فصیح، اسلوبِ بیان نہایت مؤثر، تعلیم نہایت متوسط اور معتدل۔ جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب اور عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے کسی قسم کی افراط و تفریط کا اس میں شائبہ نہیں۔

اس کی آیات لفظی و معنوی ہر حیثیت سے بچی تلی ہیں نہ ان میں تناقض ہے نہ کوئی مضمون حکمت یا واقعہ کے خلاف ہے۔ الفاظ کی قبا معانی کی قامت پر ذرا بھی نہ ڈھیلی ہے نہ تنگ۔

آج دنیا میں قرآن حکیم ہی صحیح راستہ بتلانے والی کتاب ہے اور ظنون کے مقابل میں سچّے حقائق پیش کرنے والی ہے۔ اس کے علوم و معارف احکام و قوانین اور معجزانہ فصاحت و جزالت پر نظر کرکے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں ہے جو خداوند قدوس کے سوا کوئی اور شخص یا کمیٹی بنا کر پیش کر سکے۔ پورا قرآن تو بجائے خود رہا اس کی ایک سورت کا بھی مثل لانے سے تمام جنّ و انسان قیامت تک عاجز ہیں۔

قرآن اپنی فصاحت و بلاغت، حسنِ اسلوب، قوتِ تاثیر، شیریں بیانی، طرزِ موعظت اور علوم و مضامین کے اعتبار سے بے مثل ہے۔

قرآن ایک ایسا کلام ہے جو نہ قصیدہ ہے نہ غزل، نہ مرثیہ ہے بلکہ وہ دلوں کو روشن کرنے والا کلام ہے، یہ قانونِ ہدایت ہے، خدا کے علم سے روشن کی ہوئی مشعل ہے جسے نہ کوئی ہوا کا جھونکا گُل کر سکتا ہے نہ کوئی آندھی بجھا سکتی ہے۔ جو تاثیر و دلنشینی قرآن کی نثر میں اس درجہ پائی جاتی ہے وہ ساری دنیا کے شاعر مل کر بھی اپنے کلاموں کے مجموعہ میں پیدا نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کے اسلوبِ بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا نظم کی اصلی روح نکال کر نثر میں ڈال دی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ بڑے فصیح اور عاقل دنگ ہو کر قرآن کو شعر یا سحر کہنے لگے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تمام تر حقائق ثابتہ اور اصول محکمہ کو قطعی دلیلوں اور یقینی حجتوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یہ تو نصیحتوں اور روشن دلیلوں سے معمور ہے۔

قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے یہ پُر حکمت وعظ ہے، یہی سیدھا راستہ ہے۔ زیادہ تلاوت کی وجہ سے یہ پرانا نہ ہوگا، اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے جس شخص نے اس کے ذریعہ سے بات کہی وہی سچّا ہے اور جس نے اس پر عمل کیا اس کو اجر عطا کیا جائے گا اور جس نے اس کے ذریعہ سے فیصلہ کیا وہ منصف ہو جائے گا اور جس نے اس کے ذریعہ سے ہدایت چاہی اس کو صراطِ مستقیم عنایت کیا جائے گا۔

قرآن تو وہ کتاب ہے جس کی آیتیں آسمان کے اوپر نہایت معزز، بلند مرتبہ اور صاف ستھرے ورقوں میں لکھی ہوئی ہیں اور زمین پر بھی مخلص ایماندار اس کے اوراق نہایت عزت و احترام اور تقدیس و تطہّر کے ساتھ اونچی جگہ رکھتے ہیں اور اس کتاب کو بغیر وضو کے چھوتے نہیں ہیں۔

مقصدِ قرآن

قرآن کریم ایک بڑی مقدس اور معزز کتاب ہے جو رب العالمین نے جہان کی ہدایت اور تربیت کے لئے اتاری اس کتاب کے اتارنے کا مقصد بھی اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے جس سے بلند تر کوئی مقصد حاصل نہیں ہوسکتا وہ یہ کہ خدا کے حکم و توفیق سے تمام دنیا کے لوگوں کو خواہ وہ عرب ہوں عجمی، کالے ہوں یا گورے، بادشاہ ہوں یا رعایا، سب کو جہالت و اوہام کی گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر معرفت و بصیرت، ایمان و ایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا کا بتایا ہوا راستہ اس کے مقام رضا تک پہنچانیوالا

ہے۔ جو لوگ ایسی کتاب نازل ہونے کے بعد کفر و شرک، جہالت و ضلالت کے اندھیروں سے نہ نکلیں ان کو آخرت اور دنیا میں سخت عذاب اور ہلاکت خیز مصیبتوں کا سامنا کرنا ہے۔

تاثیرِ قرآن

قرآن کریم دل کی قساوت دُور کرنے کا بڑا قوی نسخہ ہے اور دل میں نور پیدا کرنے کے لئے نہایت روشن شمع ہے۔ اس کے پڑھنے سے دل پر خوف طاری ہوتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ذکرِ الٰہی سے دل نرم ہوتے ہیں اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے —— پڑھنے والا خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ جلال کے مشاہدہ سے خوف اور جمال کے مشاہدہ سے سکون پیدا ہوتا ہے۔ معرفت ربانی اور رشد و اصلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اور طالبِ خیر کا ہاتھ پکڑ کر نیکی اور تقویٰ کی منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

مقامِ حسرت و افسوس ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا کچھ اثر نہ ہو۔ حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔

قرآن کی بزرگی و عظمت کا کیا کہنا جس نے آکر سب کتابوں کو منسوخ کر دیا اور اپنی اعجازی قوت اور لامحدود اسرار و معارف سے دنیا کو محوِ حیرت بنا دیا۔ یہ وہ کلام ہے کہ جنات بھی اس کو سن کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے "بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ بتلاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے"

قرآن انقلاب عظیم لے کر آیا اور لوگوں کے فکر و خیال، دل و دماغ عزائم اور اعمال پر اس قدر اثر انداز ہوا کہ انسانیت کی کایا پلٹ گئی۔ غور و فکر اور مطالعہ و نظر کی دنیا یکسر بدل گئی۔ اس نے نہ صرف قوموں کے رجحانات کو یکسر بدل ڈالا بلکہ افراد کی نفسیات تک تبدیل کر دیں۔ انہیں حریت فکر و نظر سے نوازا اور انسانیت کے مقام کو اعلیٰ ترین کر دیا۔

اس کتاب میں تہذیب، اخلاق، طریق تمدن و معاشرت، اصول حکمت و سیاست، ترقئی روحانیت، تحصیل معرفتِ ربانی، تزکیۂ نفوس، تنویرِ قلوب، غرضیکہ وصول اِلی اللہ اور تنظیم و رفاہیتِ خلائق کے وہ تمام قواعد و سامان موجود نظر آئیں گے جن سے آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اس کے بغیر مخلوق کا خالق سے صحیح تعلق قائم نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایک مخلوق دوسری مخلوق کے حقوق کو پہچان سکتی ہے۔ اس میں پہلے لوگوں کے احوال ہیں اور مابعد کی خبریں موجود ہیں۔

قرآن کریم نہ صرف ایک مذہبی اور روحانی رہنمائی کی کتاب ہے بلکہ وہ انسان کی ہر معاشی، اقتصادی، سیاسی، معاشرتی اور بین الاقوامی ضرورت کے لئے مکمل قانون پیش کرتا ہے۔

قرآن حکیم ایک مرقع فطرت ہے جس میں انسان کے فطری داعیوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ قرآن کے قوانین میں ردّ و بدل نہیں ہو سکتا اس لئے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس قوم یا جماعت کے پاس ایسا مکمل ضابطہ ہو وہ دنیا میں خاسر و ناکام ہو۔

قرآن اقوامِ عالم کے جملہ اختلافات کو مٹاتا ہے۔ لہٰذا اسلامی دستور کا مطالبہ نہایت اہم اور ضروری ہے —— خدا کرے کہ پاکستان میں اس کا نفاذ بہت جلد ہو۔

اس کتاب میں عبادات، معاملات توحید و رسالت اور مبداء و معاد کا بیان ہے۔ اس کتاب میں گمراہوں کے عقائد باطلہ کا ردّ فرمایا۔ جملہ مخلوقات کی پیدائش کا بیان، زمین و آسمان کی تخلیق، رات اور دن کا اختلاف، عجائباتِ قدرت سے توحید پر استدلال، خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کی صفات اور ان پر انعامات الٰہیہ اور نافرمان و سرکشوں کو عذاب کی دھمکیاں۔

"قرآن کریم علمِ الٰہی کا ایک خزانہ ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ "میری طرف قرآن اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور ہر شخص کو ڈراؤں جسے یہ قرآن پہنچے۔ لہٰذا نعمت قرآن حکیم کا شکریہ یہ ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے۔ چپّہ چپّہ زمین پر اس کا نور پھیلایا جائے۔ کسی شخص کے کان اس سے ناآشنا نہ رہیں، کوئی دل اس کی تصدیق سے خالی نہ رہے۔"

(حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

از حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ رائے پوری مرشد حضرت مولانا عبدالقادرؒ رائپوری نوّر اللہ مرقدھما۔

حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں مومنین پر اپنا احسان جتلایا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا ہے۔ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (پ ۴ س آل عمران - آیت ۱۶۴)

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں اور تمہارے دلوں کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن شریف کی تعلیم دینے کے لئے ہی مبعوث فرمایا ہے۔

قرآن کی نسبت حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اس کو پہاڑوں پر نازل فرماتے تو وہ دب جاتے اور پھٹ جاتے اور اس کا یہ اثر ہے کہ اگر قرآن پاک کو آنکھوں پر رکھو تو آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، سر پر رکھو راحت ہو —— سینہ پر رکھو تو سرور ہو۔ جب اس میں یہ اثر ہے تو جن سینوں میں حق تعالیٰ نے اس قرآن کو رکھ دیا ہے ان میں کیا برکت ہو گی؟

حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ حافظ کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہو گی۔ فکر کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا اور آخرت کے اندر قرآن پاک سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ حفّاظ صاحبان کو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی بہت قدر کرنی چاہئے۔ حق تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت کی قدر نہ کرنا بڑا کفرانِ نعمت ہے۔ شکر کرنے پر مزید نعمت کا وعدہ اور ناشکری پر عذاب کی

وعید ہے۔

قرآن پاک کیا شے ہے — حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس کے لانے والے ہیں، حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس نعمت کا کوئی مول نہیں اتنی بڑی نعمت پر قدردانی نہ کرنا بڑا کفرانِ نعمت ہے۔ حقیقت میں یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ دونوں جہان دے کر بھی سستا ہے۔ سمجھنے بھی ہو کہ جس سینہ میں قرآن شریف بھرا ہوا ہو وہ کس سینہ کے مشابہ ہے وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سینہ کے مشابہ ہے۔ جس کو حق تعالےٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہو اُسے چاہیئے کہ وہ تمام دنیا سے مستغنی ہو جائے۔

یہ قرآنِ پاک اتنی نعمت ہے کہ اس کا سیکھنے اور سکھانے والا اللہ کے نزدیک دنیا میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ شریف ہو جاتا ہے اس کا شکریہ یہ ہے کہ اس کو سکھائے اور پھیلائے۔ (عظمتِ قرآن)

قرآن کی جامعیت

یہ قرآن صرف چند دعاؤں چند حکموں اور چند روحانی برکتوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایک مکمل ضابطہ ہے جس میں دین و دنیا کے ہر معاملہ میں انسان کی راہنمائی کی گئی ہے۔ دینیات اور معاشیات، اقتصادیات، سیاسیات، حربیات، علمیات، اخلاقیات، معاملات، ہر امر اور ہر شعبہ میں اس نے انسان کی رہبری کی ہے۔ بہترین طریق پر رہنے، شرافت کے ساتھ زندگی بسر کرنے، بولنے چالنے میں، اٹھنے بیٹھنے، ملنے جلنے، کام کرنے کرانے کے تمام طریقے واضح کر دیئے گئے ہیں۔ اتنی جامع، اتنی مکمل اور اتنی مدلّل کتاب کوئی ایک بھی تو دنیا میں موجود نہیں۔ اگر دنیا سے تمام کتب میں مٹ جائیں تو بھی تنہا ایک یہی کتاب ہر دائرۂ کار اور ہر شعبہ میں انسانی رہبری کے لئے کافی ہے اور بالکل کافی ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت امیر معاویہؓ اور ولید بن عبدالملک کی سلطنتیں کتنی عظیم الشان اور کتنی وسیع تھیں اس وقت عرب میں کوئی اور کتاب اور کوئی ضابطہ موجود نہ تھا۔ قرآن اور صرف قرآن تھا۔ اسی کی اساس پر دنیا کی یہ اتنی بڑی سلطنتیں جن سے بڑی دنیا میں اور کوئی سلطنت نہ تھی، ڈیڑھ صدی تک کامیاب فرمانروائی کرتی رہیں۔ صرف اسی کتاب کی تعلیم دنیا کے نامور اور مایۂ ناز فرمانروا گورنر، سپہ سالار، تجّار اور انسان پیدا کر دیئے۔ وحشیوں کو مہذّب، درندوں کو انسان بدوؤں کو فرمانروا بنا دیا۔ اس معجزہ کاری میں قرآن شریف شرفِ یکتائی رکھتا ہے اور کسی اعتبار سے بھی کوئی اور کتاب اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ اس کی صداقت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

یہ کتاب بڑی برکت والی کتاب ہے تم اس کی پیروی کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ کتاب اللہ ہی کا اعجاز ہے کہ جس میں ہر چیز کا صاف مطلب واضح کر دیا گیا۔

قرآن مجید خود پڑھو،
دوسروں کو پڑھاؤ
اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو

قرآن کریم اور آسمانی کتابیں

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

پروفیسر نور احمد ایم اے

آج کا مسلمان ایک نہایت ہی نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر زندگی گذارنے میں فخر محسوس کرتا ہے اسلامی تہذیب و تمدن اور دینی تعلیمات کو دقیانوسی اور بوسیدہ افکار کی حیثیت دیتا ہے۔ مذہب اسلام سے بیگانگی اور مغربی تعلیمات سے دلی لگاؤ اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اس نے کبھی روح اسلام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور وہ شخص خود اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہے اس کی اولاد کیسے مذہبی رنگ اختیار کر سکتی ہے ——— نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشادِ گرامی ہے:۔

"ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے حق قرآن مجید کی تعلیمات کو اس انداز سے پیش کریں جن سے ان تمام باطل افکار و نظریات کی تردید ہو سکے جو آج اکثر مسلمانوں کو متاثر کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً" بعض تعلیم یافتہ لوگ سائنسی ترقی سے متاثر ہو کر قرآنی و اسلامی تعلیمات کو غلط معانی پہنا رہے ہیں حالانکہ سائنسی ترقی نے ان تمام حقائق کو اپنی تحقیق سے ثابت کر دکھایا جن کی قرآن مجید نے جا بجا نشاندہی کی ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ سائنس نے عوام الناس کو مذہب اسلام کے اور زیادہ قریب کر دیا ہے۔ لیکن یہ نکتہ اہلِ نظر ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ضرورت وحی والہام

خدا تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

"بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ادل بدل میں اور جہازوں میں جو انسانوں کے نفع کی چیزیں لے کر سمندر میں چلتے ہیں اور بارش کے پانی میں جس کو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس سے زمین کو خشک ہو جانے کے بعد تر و تازہ کیا، اور ہر قسم کے حیوان اس میں پھیلا دئے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے عقلِ سلیم رکھنے والی قوم کے لئے بڑی بڑی دلیلیں موجود ہیں۔" (بقرہ)

چونکہ انسان جسد اور روح کا مرکّب ہے۔ خدا تعالےٰ نے مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اپنی معرفت کے لئے چند ایک مظاہر و مناظر کا ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس طرح انسانی جسم کی نشو و نما کے لئے آسمانوں سے بارش برسائی اور زمین سے کھانے پینے اور پہننے کا سامان پیدا فرمایا اسی طرح روحانی بالیدگی کے لئے کسی نہ کسی ذریعہ سے بہم پہنچانے کی ضرورت درپیش تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سحابِ رحمت سے انوارِ ہدایت کی بارش وحی و الہام کی صورت میں برسائی پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سے حصّہ وافر عطا ہُوا۔ چنانچہ اس سرچشمۂ ہدایت اور منبع فیض سے طالبانِ حق نے اپنی پیاس بجھائی، نیز اس بحرِ ہدایت سے اُٹھنے والے بخارات نے سحابِ رحمت کی صورت اختیار کرکے عرب و عجم میں سیرابی کی۔ چنانچہ یہ حقیقت کھُل کر سامنے آ گئی کہ جس طرح جسمانی نشو و نما کے لئے خدا تعالیٰ نے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا اسی طرح روحانی بالیدگی کے لئے وحی والہام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"پس جب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت پہنچے سو جو اس ہدایت کی پیروی کرے گا انہیں نہ خوف ہوگا نہ غم۔" (بقرہ)

قرآن مجید اور سابقہ کتب سماوی

اگرچہ جسمانی و روحانی نشو و نما کے لئے سابقہ کتب سماوی میں بھی بنیادی اصول بتائے گئے تھے لیکن جو حیثیت قرآن مجید کو اس ضمن میں حاصل ہے وہ اُن کتابوں کو حاصل نہیں تھی پھر سابقہ کتب سماوی یہود و نصاریٰ کے علماءِ سُوء کی دستبرد سے نہ بچ سکیں انہوں نے تحریفات کرکے اِن کی اصلی صورت کو یکسر بدل دیا۔ غرضیکہ ان کی ایسی گت بنائی کہ قارئین انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس قرآن مجید جامعیت، ہمہ گیری، مقبولیّت، عمل پذیری، صداقت اور صیانتِ حفاظت کے لحاظ سے تمام کتبِ سابقہ پر فوقیّت رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات اور سماوی کتب کی تبدیل شدہ صورت کا موازنہ کرنے سے حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔

یہود و نصاریٰ کے مذہب کی بنیاد عہدِ نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید پر ہے جن کے چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں۔ انہیں ملاحظہ فرمائیں اور حیرت میں گم ہو جائیں۔

توریت کتاب پیدائش ب ۶ درس ۵-۶ میں مذکور ہے:۔

"تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہُوا۔"

اس عبارت سے اوّل تو معاذ اللہ یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات گرامی کو پہلے سے علم نہیں تھا نیز اس کا نادم، پشیمان، دلگیر اور افسردہ ہونا واضح ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے لئے ممکن نہیں۔

مزید حوالے پڑھئے اور فیصلہ فرمائیے کہ آیا یہ مذہب قابلِ اتباع و عمل ہو سکتا ہے؟

کتاب پیدائش ب ۳۲ درس ۲۴ میں مذکور ہے:۔

"یعقوب سے صبح صادق تک تمام رات خدا کُشتی کرتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر

برکت لئے جانے نہ دیا۔"

العرض یہ کتب اس قسم کے حوالہ جات سے بھری پڑی ہیں مضمون کی طوالت کے خدشہ سے یہاں صرف بطور مشتے از خروارے چند حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ ان حوالوں پر سرسری نظر ڈالنے کے بعد یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ ان کتبِ مقدسہ کے ذریعے سے اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کی ذات صفات کو معلوم کرنا چاہے گا تو خداوند عالم العیاذ باللہ کی یہ معرفت حاصل ہوگی۔ اسی طرح اگر ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے پیغمبروں کی شان معلوم کرنا مقصود ہو تو اس طرح کی معلومات مہیّا ہوں گی۔ حالانکہ انبیاء دیانتداری، تقوےٰ، معرفت وایمان زہد و عبادت اور محاسنِ اخلاق واعمال کا پیکر ہوتے ہیں جن کے فضائل ہیں قرآن مجید اور احادیثِ نبویؐ واشگاف الفاظ میں مدح سرا ہیں۔ لیکن ان کتب سابقہ کی رو سے گویا انبیاءؑ (العیاذ باللہ ثم معاذ اللہ۔ کیا سب کے سب طالب دنیا تھے؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

جہاں تک نصاریٰ کی کتابِ مقدس کا تعلق ہے اس کی اصلیت و صحت کے متعلق سنئے:۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد اوّل زیرِ عنوان "بائبل" میں مذکور ہے:۔

"یہ بات حتمی طور پر نہیں کہی جا سکتی کہ اناجیلِ اربعہ کو کتابِ مقدس کا نام کب دیا گیا۔"

نظریہ حیات نظریۂ حیات کے بارہ میں مذکور ہے:۔

"آدم سے گناہ سرزد ہوا جو کہ ختم نہیں ہوا اور تمام اولادِ آدم گنہگار ہوئی۔ ہر بچہ گنہگار پیدا ہوتا ہے تا آنکہ حضرت مسیح مصلوب ہو کر اُن کے گناہ کا کفارہ بن گئے۔ اب جو حضرت عیسٰیؑ کو مانے گا وہ بخشا جائے گا اور باقی سب واصلِ جہنّم ہوں گے۔"

یہ نظریہ کتنا مضحکہ خیز ہے جس کی تردید قرآن مجید نے واضح الفاظ میں کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمؑ کو خدا تعالےٰ نے معاف کر دیا تھا۔ زمین پر اترنا حکمتِ ایزدی سے تھا کیونکہ آدمؑ کو خلیفۃ الارض بنایا گیا۔ نیز ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ باپ کے گناہ کی وجہ سے بیٹے کو سزا نہیں ملے گی۔ حضرت عیسٰیؑ کو سولی کی سزا نہیں دی گئی تھی بلکہ انہیں خدا تعالےٰ نے زندہ آسمانوں کی طرف اٹھا لیا تھا۔

محوّلہ بالا سطور کی روشنی میں آپ نہایت دیانتداری کے ساتھ فیصلہ فرمائیں کہ جن اقوام کے تہذیب و تمدّن پر تم لٹّو ہوئے جاتے ہو اور جن کی ظاہری چمک دمک سے تمہاری آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں، جسے تم ایک لمحہ کے لئے اپنی روزمرّہ زندگی سے جدا کرنے کو کسرِ شان خیال کرتے ہو، ان اقوام کی تہذیب کی بنیاد کن عقائد پر ہے۔ اس کے برعکس قرآن مجید کی تعلیمات کا جائزہ لینے سے ثابت ہو گا کہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہر بنی نوع انسان کے لئے خواہ وہ کسی طبقہ، ملک، زمانہ سے تعلق رکھنے والا کیوں نہ ہو اسے بہترین ضابطۂ حیات اور کامیاب زندگی گذارنے کا لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔

قرآن مجید کی صداقت وحفاظت

جیسا کہ سطور بالا میں مذکور ہے۔ سابقہ کتبِ سماوی علمائے سوُء کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکیں لیکن اس کے علی الرغم قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے خود اٹھایا ہے۔

ارشاد ہے:۔

"بے شک ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (الحجر)

یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی قرآن مجید اصلی حالت میں محفوظ ہے کیا مجال کہ اس کے متن میں ایک شوشہ کا بھی فرق پایا گیا ہو۔ یہ تو اس کی حفاظت و ضمانت کا معاملہ تھا۔ جہاں تک اس کی صداقت کا ذکر ہے۔ یہ واشگاف الفاظ میں چیلنج کرتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

"اے نبی کریم! ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اس کلام پاک کے بارہ میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ذرا بھر بھی شک ہے تو اس قسم کی ایک سورۃ بنا کر دکھاؤ۔ (بقرہ)

لیکن تاریخ شاہد ہے کہ عجمی تو کجا اہلِ عرب کے ذہین و فطین ادباء، شعراء اس کا جواب دینے سے قاصر رہے اور ان کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑا۔ کہ یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا، اور یہ کہ ایسا جامع، بلیغ اور نورِ حکمت و صداقت سے پُر کلام ربّ العالمین ہی کا ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید اور مساواتِ انسانی

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ طلوعِ اسلام سے قبل اہل عرب کس قسم کی زندگی بسر کر رہے تھے، ان کی مذہبی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی زندگی نہایت ابتر تھی۔ دنیا کا نقشہ ایک بھیانک جنگل کا سا تھا جس میں ہر سُو درندوں کی بھرمار ہو کر اور وہ کمزور جانوروں کا خون پینے کے لئے ہمہ وقت مستعد نظر آتے ہوں۔ نہ عورت کو کوئی مقام حاصل تھا اور نہ غریب اور نادار قسم کے لوگوں کا کوئی پرسانِ حال تھا بلکہ یہ سب ظلم و استبداد کی چکّی میں پس رہے تھے۔ قرآن آیا اور قرآن سنانے والے رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ فرمایا اس پر پہلے عمل کرکے دکھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قلیل مدت میں انقلاب عظیم برپا ہوا اور وہ لوگ جن کا پرسان حال کوئی نہ تھا، ساری دنیا کے لوگوں کے لئے راہنما و راہبر بن گئے لیکن اقتدار حاصل ہونے کی صورت میں انہیں منصفانہ رویّہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ امیر و غریب، آقا و غلام، شریف و رذیل غرضیکہ ہر کہ ومہ کو ایک صف میں کھڑا کر دیا گیا۔ پھر ہجرت مدینہ مہاجر و انصار کے مابین مواخات پیدا کرکے آنے والی نسلوں کے لئے ایک تابندہ مثال قائم کر دی۔

نیز قرآن مجید نے تقرب الٰہی کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ارشاد ہوتا ہے:۔

"لوگو! تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے تاکہ تم آپس میں پہچانے جاؤ۔ بیشک تم میں سے خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی معزز ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہو۔

(باقی ص ۲۶ پر)

ہر انسان بول اٹھے گا کہ کیسی عجیب کتاب ہے کہ اس نے ہر چھوٹا بڑا عمل، محفوظ اور منضبط کر ڈالا ہے اور ہر انسان اپنے سب کئے کاموں کو اس میں موجود پائے گا۔

پھر خالق کائنات کی عدالتی کارروائی دنیا کے انسانوں کی عدالتی کارروائی کی طرح نہیں کہ کوئی جرم پوشیدہ رہ سکے۔ یا کسی کے عوضانہ دینے سے کوئی سزا سے بچ جائے۔ یا وہ سفارش سے یا کسی دباؤ سے بچ سکے۔ ارشاد ہے:۔

(۹) واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منہا شفاعۃ و لا ھم ینصرون۔

اس دن کی خطرناکی سے ڈرو جب کوئی کسی کو فائدہ نہ دے سکے گا۔ اور نہ سفارش کام آئے گی اور نہ کوئی امداد کر سکے گا۔

دنیاوی مصائب میں جو تدابیر کی جاتی ہیں۔ اللہ کے فیصلے کے خلاف ایسی کسی قسم کی سازش کارگر نہ ہوگی۔

(۱۰) ولقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال۔

مجرموں نے اللہ کی سزا سے بچنے کی تدبیر کی۔ لیکن اللہ کے پاس ان کی سب تدابیر کا جواب ہے چاہے ان کی تدابیر پہاڑوں کو اپنی جگہ سے دور کرنے میں موثر ہوں۔

پھر وہ قادر مطلق بھی ہے انّ اللہ علیٰ کلّ شیئٍ قدیر۔

نفع نقصان شخصی ہو یا قومی یا ملکی سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہے کائناتِ عالم میں اسی کے احکام نافذ ہیں۔ جس کو کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ لا راد لحکمہ اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ موت وحیات عروج و زوال سب اس کے قبضہ میں ہے۔ بیدہ ملکوت کل شیئ۔ اس کے قبضہ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔

قل لا املک لنفسی نفعاً و لا ضراً الا ماشاء اللہ۔

اعلان کردو کہ کوئی نفع ونقصان کا اختیار رکھتا مگر جو وہ چاہے

ان تصریحاتِ قرآنیہ سے خود انسان کے دل و دماغ میں حاکم حقیقی کا ایک ایسا تصور قائم ہوجاتا ہے کہ اس سے انسان، کی پوری زندگی خدائی منشاء کے قالب میں ڈھل جاتی ہے۔ جس کے آگے، اغراض اور مفادات کی دنیا فنا ہوجاتی ہے اس کا ہر قدم حاکم حقیقی کے قانونِ عدل کے دائرے میں رہتا ہے۔ اس سے ہرگز باہر نہیں جاتا۔ یہ وہ تعمیر سیرت ہے کہ جس کے بعد ظلم کے لیے گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور ایسے افراد حاکم حقیقی کے قوانین عدل صحیح طریقہ پر بلا کم و کاست نافذ کرتے ہیں۔ اور اغراض و مفادات کی کوئی تاریکی عدل حقیقی کی روشنی کو مکدر نہیں کرسکتی۔ اس کے بعد ضروری ہے۔ کہ حاکم حقیقی کا قانونِ عدل بھی عمل کے لیے اس کے سامنے ہو۔ تاکہ عادلانہ اور خدا ترسانہ ذہن و فکر مالکِ حقیقی کے اس قانون عدل کو نافذ کرکے بلا تفریق تمام اشخاص و اقوام کے حقوق کی حفاظت کرسکے۔

دینِ الٰہی کا قانون عادلانہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً

حرف اللہ کا قانون سچائی اور انصاف کے معیار پر پورا اترتا ہے۔

انسان کو جن چیزوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

جان - مال - عزت - عقل - نسل

یہ پانچوں امور دور حاضر میں غیر محفوظ ہیں۔ بلکہ اس طرح پر ان کی بربادی کا سامان کیا جارہا ہے۔ کہ بدترین جاہلیت کے دور میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی — لیکن پھر بھی اس دور کو روشنی اور تہذیب کا دور کہا جاتا ہے۔ قرآن اور اسلام نے ان کے متعلق جو احکام دیئے۔ نظر بر اختصار ہم صرف چند کا ذکر کرتے ہیں۔

حفظِ جان کا قانون

ارشاد ہے۔

(۱) ولا تقتلوا انفسکم انّ اللہ کان بکم رحیماً۔

تم اپنے آپ کو اور اپنے جیسے انسانوں کا خون ناحق مت بہاؤ۔ اللہ انسان پر رحمت کرنیوالا ہے۔

یعنی یہ قانون رحمت الٰہی کا مظہر ہے۔ انفسکم کا لفظ کہہ کر یہ تصور انسان کو دلانا مقصود ہے کہ دوسرے انسان کا قتل ناحق اپنے آپ کو قتل کرنے کے برابر ہے۔

(۲) و لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔

کسی انسان کو بلا قانونی حق کے قتل نہ کرو۔

حفظِ مال

ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔

کوئی انسان دوسرے انسان کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھائے۔ خواہ ناجائز مقدمہ بازی کے ذریعہ ہو بخاری کی حدیث میں یہاں تک تصریح ہے کہ اگر میں کسی فریق مقدمہ کے حق میں فیصلہ صادر کروں۔ ظاہری بیانات کو دیکھ کر اور واقعہ اس کے خلاف ہو تو ایسی ڈگری کے ذریعے حاصل کردہ مال ڈگری یافتہ شخص کے لیے دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے۔

حفظِ عزت

سورۃ حجرات میں ہے۔

لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم و لا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منھن۔

کوئی مرد قلم یا زبان سے دوسرے کا مذاق نہ اڑائے۔ ہوسکتا ہے کہ جن کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ کے ہاں وہ ان سے بہتر ہو اور نہ ایک عورت دوسری عورت کا مذاق اڑائے۔ ہوسکتا ہے۔ کہ جس کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ وہ مذاق اڑانے والی عورت سے بہتر ہو۔

و لا تغتب بعضکم بعضاً۔

اور کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً

یہ ایسا ہے کہ مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔

حفظِ عقل

عقل بڑی نعمت ہے جو شراب اور

نشہ آور چیزوں کے استعمال سے زائل ہوجاتی ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ ایسی حالت میں کوئی انسان کسی بڑے جرم کا ارتکاب کر بیٹھے۔ لہٰذا قرآن اور سنت نے شراب اور تمام نشہ آور چیزوں کا استعمال حرام ٹھہرایا۔ اور سخت ممانعت کی تاکہ عقل محفوظ رہے

حفظِ نسل

نسل انسانی کی حفاظت میں معاشرے کے استحکام کے لیے ہزاروں حکمتیں ہیں۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لیے اسلام نے زنا کو حرام اور اس کے مرتکب کو شدید سزا کا مجرم ٹھیرایا۔
ارشاد ہوا:۔

ولا تقربوا الزنا انہٗ کان فاحشہ وساء سبیلا۔

زنا کے پاس بھی نہ جاؤ کہ یہ بے حیائی کا کام اور بُرا راستہ ہے۔

انسان کے ان حقوق پنجگانہ کا تحفظ دو طریقوں سے ممکن ہے۔

(۱) یہ کہ دل میں اللہ کی باطنی حکومت کا شعور ہو۔ جو اس کو ان قوانین کی خلاف ورزی سے روکے۔

(۲) دوم یہ کہ اگر ان حقوق کی خلاف ورزی کسی سے سرزد ہو۔ تو اس کو اس جرم کی سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ کسی کو ایسے جرائم کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو سکے۔

پہلی چیز کے متعلق دینِ فطرت یعنی اسلام نے تعمیر سیرت کے لیے جو ہدایات دیں ان سے خشیتہ اللہ پیدا ہوکر صاحب تقویٰ تو ایسے جرائم کا ارتکاب ہی نہیں کرسکیگا اور دُوسری صورت میں کہ اگر کوئی شخص جرم کا مرتکب ہوجائے۔ تو اس کو ضرور سزا دی جائے۔ اس کے لیے قرآن نے مکمل انتظام فرمایا ہے۔ مجرم سزا سے اس وقت بچتا ہے کہ یا تو جرم کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش نہ ہوسکے۔ یا شہادت کے باوجود حاکم عدالت کسی اثر کی وجہ سے بے انصافی کرے۔ یا انصاف کے حصول کے لیے اخراجات کی ضرورت ہو جس کو مظلوم پورا نہیں کرسکتا۔

سچی شہادت

امر اول یعنی شہادت کے متعلق قرآن نے حکم دیا کہ سچی شہادت دینا فرض ہے اور اس کو چھپانا یا ردّو بدل کرنا بڑا گناہ ہے۔

ولا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فانہٗ اثم قلبه۔

سچی شہادت مت چھپاؤ اور جس نے ایسا کیا تو زبان کے علاوہ اس کے دل نے بھی جرم کیا۔ کیونکہ، شہادت دیتے وقت زبان دل کا ترجمان ہوتی ہے۔

یا ایها الذین آمنو کونو اقوامین بالقسط شهداء اللہ ولو علیٰ انفسکم والوالدین والاقربین ان یکن غنیا اوفقیرا فاللہ اولی بهما فلا تتبعوا الهوی ان تعدلو او ان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔ (النساء)

اے اللہ پر یقین رکھنے والو! انصاف پر قائم رہو۔ اور اللہ کی بات کی گواہی دو۔ اگرچہ وہ گواہی تمہارے ماں باپ، اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ خواہ وہ غنی ہوں یا غریب اللہ ان کا کارساز ہے۔ تم کو خواہشِ نفس انصاف سے نہ روکے اگر تم نے زبان موڑ کر گواہی میں ناحق بات کی آمیزش کی یا حق بات سے اعراض کرکے اس کو چھوڑ دیا۔ تو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

ان تصریحات سے اس کا انتظام ہوگیا کہ ہر شخص سچی گواہی کو اپنا فریضہ سمجھ کر ادا کریگا اور ترکِ شہادت یا شہادت میں ردّو بدل کو گناہ سمجھ کر اس سے پرہیز کریگا۔ نیز ذاتی مفاد یا والدین اور اقارب کے مفاد کی غرض سے سچی شہادت سے گریز نہیں کریگا۔

حاکم عدالت

دُوسری چیز کہ جج اور حاکم عدالت بھی انصاف کرے اور رشوت، سفارش یا قرابت اور جانبداری سے متاثر ہوکر دامنِ انصاف نہ چھوڑے۔ ارشاد ہے

(۱) ان اللہ یامر بالعدل اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کرنیکا۔ (۲) یا ایها الذین آمنو کونوا قوامین بالقسط شهداء بالقسط (مائدہ) اے ایماندارو انصاف کو قائم کرنے والے بن جاؤ اور اللہ والی بات پر شہادت دو۔ کبھی دشمنی بھی انصاف میں خلل ڈالتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

(۳) ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقویٰ (مائدہ)

تم کو کسی قوم کے ساتھ دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اس کے حق میں انصاف نہ کرو۔ بلکہ انصاف کرو۔ کہ وُہ تم کو متقی بنا دیگا۔

انصاف بلاقیمت

تیسری چیز کے متعلق اسلام کے قانون میں چونکہ انصاف ادائے فرض ہے۔ جیسے نماز لہٰذا اس پر کوئی قیمت وصول نہیں کی جاسکتی۔ اور بغیر کسی فیس اور خرچ کے ہر غریب آدمی اسلامی عدالت سے بلا خرچ انصاف حاصل کرسکتا ہے۔ اسی بنیاد پر اسلامی حقوق میں اگر کوئی مجرم دخل اندازی کردے۔ تو سچی شہادت، بے لاگ عدالت اور بلا عوض انصاف کے پیشِ نظر کوئی انسان انصاف سے محرُوم نہیں رہ سکتا یہ تو انفرادی اور شخصی معاملات کے متعلق انسان کے تحفظ کا قرآنی آئین ہے۔ اجتماعی مظالم کا انسداد کہ کوئی قوم دُوسری قوم پر اور کوئی مملکت خواہ کتنی ہی طاقتور ہو کسی بھی کمزور قوم یا مملکت پر ظلم نہ کرسکے۔ اور دنیا میں صحیح معنوں میں امن و سلامتی کا دَور دورہ ہو۔ اس کے متعلق قرآن نے جو ہدایات دی ہیں۔ صرف انہی قوانین اور ہدایات پر عامل رہ کر امن قائم ہوسکتا ہے۔ نہ کہ انسانی تدابیر اور افکار سے اور اقوامِ متحدہ کے وجوُد سے دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اقوامِ متحدہ بڑی، قوموں کے مفاد کے خلاف نہ منصفانہ بات کہہ سکتی۔ اور نہ منصفانہ فیصلہ کر سکتی اور نہ اس کو نافذ کرسکتی ہے۔ وُہ صرف طاقتور اقوام کی اغراض کی تکمیل کا ایک ادارہ بن کر رہ گئی ہے۔ جو ادارہ حق کو حق اور باطل کو باطل نہ کہہ سکے۔ جو اسرائیل اور بھارت کی جارحیّت کو جارحیّت ہی نہ کہہ سکے۔ اُس سے انصاف کی اور کیا امید ہوسکتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ. اس ادارے کے ارکان انسانی سیرت سے خالی ہیں۔ اور مفاد پرستی نے انھیں انسان نما حیوان بنا دیا ہے۔ اسلیے امنِ عالم کے قیام کے لیے بنیادی اصُول جس کا دینِ فطرت ہی نے اعلان کیا۔ حسب ذیل ہیں۔

(۱) انصاف پر ذاتی مفاد یا ذاتی عداوت کو قربان کرنا۔

(۲) انسانیت کی رُوح کے تحت بلا

تفریق تمام اقوام سے انس، الفت اور رحمت و شفقت کا یکساں برتاؤ کرنا۔

(۳) قبائل اور اقوام کی قدرتی تقسیم کو ذریعہ معرفت و محبت قرار دینا، نہ کہ وسیلۂ جنگ و قتال۔

(۴) معیارِ شرافت و کرامت۔ تقویٰ، خدا ترسی اور قانون عدل کی پیروی کو قرار دینا۔ نیز عادل و ظالم میں امتیاز کرنا۔
انسانیت کو ایک وحدت یقین کرنا۔ اور تفریقِ نسل، وطن، زبان، رنگ و طبقہ کو مٹانا اور نظر انداز کرنا۔

(۵) بلحاظِ عبدیت ہر وقت حاکمِ حقیقی کے سامنے اپنے آپ کو مسئول یقین کرنا
اب ہم بتائیں گے کہ ان پانچ امور جن پر امنِ عالم کی بنیاد قائم ہے۔ قرآن نے ان کے متعلق کیا ہدایات دی ہیں۔ ان پانچ امور کو قرآن کی سورۃ حجرات کی ایک آیت میں جمع کردیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یاایھا الناس انا خلقناکم من ذکرٍ وانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔

اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ماں باپ آدم و حوّا سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو۔ اور آپس میں محبت کرو۔ یقیناً اللہ تمہارے ظاہری اعمال اور باطنی احوال سے واقف ہے۔

۱- لفظ "**ناس**" سے خطاب کرکے قرآن یہ تصور پیش کرنا چاہتا ہے۔ کہ تمہارا نام ناس ہے۔ جو انس، الفت اور محبّت کے معنی رکھتا ہے لہٰذا تم سب انسانوں سے محبت کرو اور قومی تفریق کی وجہ سے دشمنی نہ کرو۔ اگر تم میں انسانی محبت نہیں تو تم صورت میں انسان تو ہو۔ لیکن حقیقت میں انسان نہیں ہوے

آں چہ می بینی خلافِ آدم اند
نیستند آدم غلافِ آدم اند

جو انسان دوسرے انسانوں کا مخالف ہے وہ حقیقت میں انسان نہیں۔ اس لیے انسانوں پر بلا تفریق شفقت کرنا۔ انسانیت کی رُوح ہے جو اس سے محروم ہے وہ در اصل انسانیت سے محروم ہے۔

(۲) **وحدتِ بشریہ** یعنی کل انسانی اقوام کو بلا تفریق ایک کنبہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ انسانیت ناقابلِ تقسیم ہے۔ سب انسانوں کا خالق بھی ایک ہے یعنیٰ کرہ زمین ولکم فیھا مستقر تم سب انسانوں کی رہائش گاہ ایک زمین ہے۔ اس لیے وسعتِ نظر سے کام لو اور تنگ ظرفیٔ کرکے انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے مت کرو پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے۔

الناس عیال اللہ فخیرکم من احسن الی عیالہ۔

سب انسان اللہ کا کنبہ ہیں۔ بہتر انسان وُہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔ بدامنی فطری اصُول کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ تہذیبِ جدید نے اس سے قبل اقوامِ عالم کو دوعظیم جنگوں کے جہنم میں دھکیل دیا۔ اور تیسری تباہ کُن اور قیامت خیز جنگ کی تیاری ہورہی ہے۔ یہ صرف اس لیے ہوا کہ بقولِ قرآنِ حکیم ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ کہ قوم کو دوسری قوم پر برتری حاصل ہو۔ چاہیے اس برتری کے مالیخولیا میں کروڑوں انسان قتل ہوں، کروڑوں عمارات برباد ہوں لیکن مالیخولیائی برتری کا تقاضا ضرور پورا ہو۔ اگر اقوامِ عالم قرآن کی وحدت انسانی کے اصول کو اپنا لیں تو جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور دنیا کو امن اور چین نصیب ہو گا۔

۳- اقوامِ عالم کی تقسیم تعارف و محبت کے لیے ہے۔ تحارت اور تفوق جتانے کے لیے نہیں قرآن کا ارشاد ہے "لتعارفوا" اور جس سے تعارف ہو۔ اس سے محبت کی جاتی ہے۔ نہ کہ لڑائی۔ حضور علیہ السلام نے مزید تشریح فرمائی۔

لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا احمر علی الاسود ولا اسود علی الاحمر۔ کسی عرب کو غیر عرب پر اور نہ غیر عرب کو عرب پر کوئی برتری اور تفوق ہے اور نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

کلکم بنوادم من تراب تم آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہے (فائدہ) مٹی کا خاصہ تواضع ہے۔ نہ کہ سرکشی اور تفوق
اقبال مرحوم نے یہی قرآنی حقیقت ان الفاظ میں ادا کی ہے۔

(رباعی)

تو اے کودک منش خود را ادب کن
مسلماں زادۂ ترکِ نسب کن
برنگ احمر و خون و رگ پوست
عرب نازد اگر ترکِ عرب کن

امریکہ کی لڑائی اس لیے ہوتی ہے کہ امریکی قوم سر بلند ہو۔ انگریز کی اس لیے کہ انگریز قوم سر بلند ہو۔ اسی طرح جرمنی، روس اور جاپان کا حال ہے۔ یہ ہے ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ

(۴) چوتھا اصول یہ ہے کہ معیار شرافتِ انسانی تقویٰ ہے۔
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تقویٰ نام ہے۔ اللہ کے قانون انصاف پر چلنے کا۔
اب اگر ہر فرد اور قوم یہ اصول اپنائے کہ وہی قوم شریف اور عزت مند ہے کہ جو سب سے زیادہ قانون انصاف کی پیروی کرتی ہو تو روز بروز اسی شرافت کو حاصل کرنے کے لیے بین الاقوامی دوڑ شروع ہوگی۔ اور ہر قوم زیادہ انصاف پسند اور صاف عدل بن جانے کی کوشش کرے گی۔ تاکہ تقویٰ کا کم از کم ایک حصہ تو اس کو حاصل ہو جائے اگرچہ تکمیل تقویٰ کے لیے اس کے ساتھ ایمان کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن اب تو اس فطری اصول کو ماننے کے باوجود کہ انصاف شرافت ہے اور ظلم رذالت۔ لیکن پھر بھی عملاً اقوامِ عالم اس کے لیے تیار نہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک عملاً معیار شرافت "قوت" ہے اس لیے شرافتِ انصاف کی بین الاقوامی دوڑ سے ہٹ کر انہوں نے اسلحہ حرب اور اسبابِ قوت کی فراہمی کی دوڑ شروع کی جن سے تمام اقوامِ عالم اگر امن چاہتی ہیں۔ تو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے اصول کو اپناکر انصاف اور عدل کے میدان میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش شروع کردیں۔ اور قتل و خونریزی کے آلات کی دوڑ کو ختم کردیں۔ کیونکہ قوتِ معیارِ شرافت نہیں اور جدید آلات حرب سے انسانوں کی زیادہ سے زیادہ آبادی کو تباہ کرنا کرامت اور عزت نہیں۔

(۵) **تصورِ مسئولیت**:- ان اللہ علیم خبیر۔ قیام امن، انسداد مظالم۔ نفس قانون ناکافی ہے۔ تاوقتیکہ انسان کے دل و دماغ کو اس کے لیے تیار نہ کیا جائے۔ اس لیے اسلام نے یہ کام دل و دماغ سے شروع کیا۔ کہ انسان خداوند تعالےٰ کو کائنات کا حاکم حقیقی سمجھے اور اپنی ذات، اپنی قوم اور پوری کائنات کی ہر چیز کو اس کے قبضۂ قدرت

میں سمجھ کر یہ خیال کرے کہ
میں اس ذات کے حکم کا بندہ ہوں
اگر میں نے کوئی خلاف ورزی کی ۔ تو وہ
ہمارے ظاہری احوال سے باخبر ہے
اور باطنی اور پوشیدہ حالات سے بھی واقف
ہے یا باخبر ہے ۔ لہٰذا اس کی گرفت سے
بچ جانے کی کوئی تدبیر نہیں یہی عقیدہ تمام
حقوق کا محافظ بن جاتا ہے اور طاقت ور
کی ٹانگوں کو کنٹرول کرتا ہے ۔ اب اقوام
عالم کی تعلیم ان اصولوں پر مبنی ہو معاشرہ
اصولوں پر قائم ہو، تو ظلم کی جنگ
کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ البتہ صرف ظلم
بند کرنے کے لیے جنگ ہو سکے گی تاکہ
اللہ کا قانون عدل جس کا دوسرا نام اسلام
ہے ۔ قائم ہو ۔ اسی کا نام اسلام کی اصطلاح
میں جہاد ہے ؎

جنگ شاہان جہاں غارتگری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

اور یہ اسلامی جنگ ۔ حکومت اسلام خود ان
مسلمانوں کے خلاف بھی لڑ سکتی ہے جو
آمادۂ ظلم ہوں ۔ قرآن میں ہے ۔
فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی
تبغی حتیٰ تفیٔ الیٰ امر اللہ
اگر مسلمانوں کی ایک جماعت دوسری
پر ظلم کرے تو ظالم جماعت سے لڑو
یہاں تک کہ وہ اللہ کے قانون انصاف
کے آگے جھک جائے ۔
جہاد اسلامی کا یہی مقصد قرآن نے واضح بیان کیا
فقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین
کلہ للہ ۔
ظالموں سے لڑو تاکہ اس کے نتیجے میں
فتنے ختم ہو جائیں اور سب اللہ کی بات
یعنی قانون انصاف کے آگے جھک جائیں ۔
گویا جنگ ظلم کے لیے بدترین عمل
ہے اور ظلم توڑنے کے لیے بہترین عمل
ہے جس کا دوسرا نام جہاد ہے ۔ ایک ہی
عمل بہترین بھی ہو سکتا ہے اور بدترین بھی
ڈاکو کا ایک پر امن شخص کو قتل کرنا قتل ہے
اور بدترین عمل ہے کہ ظلم کے تحت کیا گیا ہے
لیکن اس قاتل ڈاکو کو عدالت کے حکم سے
قتل کرنا بھی قتل ہی ہے ۔ لیکن بہترین عمل
ہے کہ ظلم توڑنے کے لیے عمل میں آیا ۔
اگر دنیائے جدید کو اسلام اور دین
فطرت سے دشمنی ہے تو کم از کم امن
عالم کے لیے اس دین فطرت کے
پانچ اصولوں کو اپنا لیں ۔ تاکہ دنیا تباہی
سے بچ جائے ۔ قرآن خدا کی طرف سے
انسان کو آخری پیغام ہے ۔

نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمت للعالمین
نسخۂ تکوین اسرار حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
حرف او را ریب نے تبدیل نے
معنی اش شرمندۂ تاویل نے
صد جہان تازہ در آیات او
عصرہا پیچیدہ در آنات او
چوں گہر در رشتہ او سفتہ شو
ورنہ مانند غبار آشفتہ شو

اور یہی پیغام واحد ذریعہ ہے نجات دنیا و
آخرت کا ۔
خدا انسانوں کے دماغوں کو درست کرے
تاکہ وہ اس آب حیات کو پہچان لیں اور
اس سے استفادہ کریں ۔

بقیہ : ادارتی نوٹ

خاص مکتب فکر کی ترجمانی کے فرائض انجام دئے ہیں ۔
لیکن جہاں تک موضوع کی اہمیت و
افادیت کا تعلق ہے اس سلسلہ میں
انہوں نے فراخدلی کا ثبوت مہیا نہیں
کیا ہے ۔
اور سب سے بڑا المیہ یہ کہ آجکل
نئے نئے مفسرین قرآن کی خلاف اسلام
تعبیرات اور تشریحات کو صرف جدید
اسلوب تحریر اپنانے کی بنا پر جس
انداز میں اچھالا جا رہا ہے اس سے
لوگوں کے دل و دماغ پر غلط اثرات
قائم ہو رہے ہیں اس لئے یہ ضرورت و
اہمیت شدت کے ساتھ محسوس کی
جا رہی ہے کہ اسلام کے صحیح عقائد و
نظریات کی روشنی میں ان تمام مفسرین و
مترجمین حضرات کی تفسیروں اور ترجموں کا
تاریخی تذکرہ ایک ضخیم اور جامع
قرآن نمبر کی صورت میں شائع کیا جائے ۔
خدام الدین کے اس شمارہ کے لئے
بھی بعض بزرگوں کے تاریخی مضامین
موصول ہوئے ہیں جن کی عظمت اور
افادیت کے پیش نظر انہیں خدام الدین کے
ضخیم نمبر کے لئے مخصوص کر لیا گیا ہے ۔
نیز ہم برصغیر پاک و ہند کے دوسرے
جلیل القدر مفسرین قرآن اور علماء کرام
سے رابطہ قائم کرکے نئے مضامین اور
تاریخی مقالات حاصل کرنے کی مزید
کوشش بھی کر رہے ہیں ۔ اس سلسلہ
میں ہم حضرات قارئین کی خدمت میں
بھی گذارش کریں گے کہ "ضخیم اور تاریخی
قرآن نمبر" کے لئے اگر کسی کے پاس
کوئی نادر دستاویز، خوشنویسی کا شاہکار
مخطوطہ، پرانے طبع شدہ قرآن مجید خواہ
کسی زبان کا ترجمہ اور تفسیر ہو ادارہ
خدام الدین کے نام ارسال فرما کر
عظیم دینی خدمت میں شریک ہوں ۔
اس نمبر میں پاکستان، مصر، سعودی عرب،
ایران، افغانستان، ترکی اور بھارت کے
ممتاز خوشنویس حضرات کے نادر رشحات قلم
کے عکس بھی شریک اشاعت ہوں گے
(انشاء اللہ)
ادارہ خدام الدین کی تمام حضرات
کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ
اس تاریخی قرآن نمبر کی شایان شان اشاعت
کے لئے خداوند قدوس کی بارگاہ میں خصوصیت
کے ساتھ دعا فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے
خاص فضل و کرم سے اپنی آخری مقدس
کتاب کی عظمت و فضیلت کے عنوان
پر اعلیٰ سے اعلیٰ اشاعت خاص شائع
کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے
ذریعہ نجات بنائے ۔

بقیہ:- قرآن مجید - روحانی تسکین

اگر عصر حاضر کی عجمی سازشوں اور افرنگی
فتنوں کو قرون اولیٰ میں پہنچنے کا موقع
مل جاتا تو کلام اللہ کی تفسیر و بیان کی
واضح اور صحیح شکلیں جو کمال دیانت
کے ساتھ آج موجود ہیں اس کا کہیں وجود
نہ ملتا ۔ اور نعوذ باللہ ۔ قرآن مجید یعنی
خدا کی آخری مقدس کتاب بھی دوسری
کتب سماوی کی طرح تحریف سے کبھی نہ
بچ سکتی ۔ لیکن چونکہ الفاظ متن اور معانی
و تفسیر کے اعتبار سے اس کتاب کی مکمل
حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے
ذمہ لیا ہے اس لئے منکرین کتاب و حدیث
کی تمام تر مذموم کوشش رائیگاں جائے
گی اور خدا کی آخری کتاب قیامت تک
اپنی عظمت و شوکت اور صحت کے ساتھ
محفوظ و مصؤن برقرار رہے گی ۔
جہاں تک قرآن پاک کی معجزانہ حقیقت
کا تعلق ہے اس عنوان پر انشاء اللہ کسی
دوسری اشاعت میں معروضات پیش کی
جائیں گی ۔

★

درسِ قرآن

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ
مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۳)

اور آگے چل کر پھر سفارش کی کہ اے میرے نبیؐ! اے میرے حبیبؐ! ان کو معاف کر دیجئے، یہ جانتے نہیں، اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ (الحجرات ۴) جنہوں نے آپؐ کو حجرے کے باہر آکر آواز دی یہ نادان ہیں، جانتے نہیں ہیں۔

اللہ نے دو باتیں یہاں بیان کردیں ایک مقام نبوّت کو بیان کیا کہ محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتنا عظیم مقام ہے، نبی جہاں کھڑا ہو، امّت کو حق نہیں ہے کہ اس کو وہاں سے بلائے، نبیؐ جہاں بیٹھ جائے وہ اللہ کے حکم سے بیٹھتا ہے۔ نبی جہاں دنیا سے چلا جائے، روضہ بھی وہیں بنے گا۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مزار کہاں ہے؟ اُسی حجرہ مبارک میں، اسی چارپائی کی جگہ میں جہاں پر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیائے فانی کے آخری دن گذارے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آج بھی اسی جگہ پر آرام فرما ہیں، نبیؐ جہاں بیٹھ جائے وہاں بیٹھے، امت نہیں اٹھا سکتی۔ امّت کو حق نہیں پہنچتا کہ "ذرا گل سنیا جے نبی صاحب" نبی صاحب! ذرا سی بات سنئے — وہ کیسا نبی ہے جو امّت کی باتیں سنتا پھرے — نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالےٰ عزّ اسمہٗ آگے بھی، پیچھے بھی، دائیں بھی، بائیں بھی، اپنی حفاظت میں رکھتے ہیں اور انبیاء کا قدم اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں اُٹھ سکتا۔ خصوصاً امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ! جو آپؐ کو حجرات کے باہر آکر پکارتے ہیں۔ "یا رسول اللہ"۔ یاد رکھیں — لَا یَعْقِلُوْنَ۔ یہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ نبی کا مقام کیا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ (حجرات ۵) یہ صبر کرتے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) خود باہر تشریف لے آتے۔

یہاں پر ایک بیان کیا مقام نبوّت کو اور ساتھ ہی بیان کیا مقام صحابہؓ کو۔ کہ میرے حبیبؐ! ان سے آپؐ ناراض نہ ہوں، یہ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ ابھی اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔ اور پھر اسی سورت میں آتا ہے آگے چل کر، اللہ تعالیٰ نے سفارش کی کہ مَیں نے بھی معاف کر دیا، آپؐ بھی معاف کر دیں — مقام صحابہؓ بھی معلوم ہو گیا، مقام نبوّت بھی معلوم ہو گیا۔

مَیں بات اس پر کر رہا تھا کہ کہیں شبہ نہ پڑ جائے — آج کل گستاخی کا زمانہ ہے، کوئی یہ نہ کہہ دے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ نہ فرمایا لَا تَقْتُلْنَا، یہ تو جمع کا صیغہ ہے۔ "ہمیں نہ مارنا اپنے غضب کے ساتھ" تو کیا نبی بھی خدا کے غضب کا شکار ہو سکتا ہے؟ — اس لئے مَیں عرض کر رہا ہوں، یہ ہے لَا تَقْتُلْنَا — "اے میرے اللہ ان سارے انسانوں کو اپنے غضب کا شکار نہ کرنا" اور اپنی ذات کو بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس میں داخل کر دیا۔ کیونکہ آپؐ رحمتِ دو عالم ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) — فرمایا۔ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ (الانفال ۳۳) اے میرے حبیب! (صلی اللہ علیہ وسلم) جس قوم میں، جس مجلس میں، جس کائنات کے حصّے میں تیرا وجود گرامی ہو میں اس پر عذاب نازل نہیں کرتا

اسی کو حضرت بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے، جو گذرے ہیں پانی پت میں بو علی قلندرؒ، اللہ کے بہت بڑے ولی تھے۔ اللہ کرے ہم میں ایسے ولی ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں، بڑے عجیب انسان تھے، اللہ ان کی قبر کو منوّر فرمائے۔ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو رات کے وقت بھیجا کہ جا کر پانی لے آ۔ فقیر لوگ بھی عجیب ہوتے ہیں، ہم تو راتوں کو سوتے ہیں اور یہ راتوں کو جاگتے ہیں، راتوں کو روتے ہیں۔ جو رات کو روتا ہے وہ دن کو ہنستا ہے۔ جو رات کو ہنستا ہے وہ دن کو روتا ہے — ہاں — آج کہتے ہیں مصیبتیں ہیں۔ جس گھر میں جاؤ، بڑی شاندار کوٹھیاں ہیں، باہر کاریں ہیں، اندر پوچھو، ساری شکایت، بیگم صاحبہ شکایت کر رہی ہیں مصیبت ہے، بیماری ہے، میاں صاحب شکایت کر رہے ہیں بلڈ پریشر ہے، ذیابیطس ہے، پتہ نہیں کیا کیا ہے؟ (اللہ بیماروں کو شفا دے) مَیں مذاق نہیں کر رہا، مَیں عرض کرتا ہوں کہ آج ہم عذابوں کا شکار کیوں ہیں؟ ہم راتوں کو ہنستے ہیں، دن کو روتے ہیں، ہم گیارہ بجے، بارہ بجے "لال بجھکڑ" دیکھ کر واپس آتے ہیں، فلمیں دیکھ کر واپس آتے ہیں، جو اللہ کی یاد کا وقت ہوتا ہے، شیطان نے ہمیں دوسری طرف لگا دیا۔ اور جو راتوں کو روتے ہیں وہ دن کو ہنستے ہیں — یاد رکھو۔ (اللہ مجھے آپ کو رات کے وقت رونے کی توفیق عطا فرمائے) جو، راتوں کو روتے ہیں، دن کو خوش ہوتے ہیں۔ ساری کائنات قدموں میں آ جاتی ہے۔

بو علی قلندرؒ نے اپنے چیلے کو بھیجا کہ جا پانی لے آ۔ وہ گیا تو کوئی سر پھرا چوبدار پھر رہا تھا اس نے پوچھا۔ ارے چیلے کدھر جا رہے ہو؟ "جی پانی لانا ہے۔ بابا نے پانی مانگا ہے" — "تو بھی اور تیرا بابا بھی دونوں نکمے ہو، یہ وقت پانی کا ہے" دو تھپڑ لگا دئے۔ چیلا روتا ہوا آیا، بابا بھی جلال میں تھا۔ پوچھا۔ "کیوں روتے ہو؟" "حضرت! گیا تھا پانی لینے، چوبدار نے مجھے دو تھپّڑ لگا دئے۔" "اچھا؟" — فرمایا "لاؤ ذرا کاغذ" — اکبر شاہ ثانی کا زمانہ ہے خط لکھتے ہیں اکبر شاہ ثانی کو — جسے اقبال نے نقل کیا ہے اپنے کلام میں ؎

بازگیر ایں عاملِ بدگوہرے — ورنہ بخشم ملکِ تو با دیگرے ۴

۴- "اس گورنر کو بدل ورنہ حکومت چھین کر دوسرے کو دیتا ہوں" یہ ہیں اللہ والے۔ (باقی آئندہ)

● تصنیف ــــ مولانا قاضی زاہد الحسینی

لاکھوں خوش بخت مسلمان اس لیے سفر حجاز کے لیے بے قرار ہیں، کہ دربار سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے بعض لوگ اس بنیادی عقیدہ ایمان کے خلاف شبہات کرتے ہیں۔ اس عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اردو زبان میں پہلی کتاب رحمتِ کائنات ملاحظہ فرمایئے۔ علمائے حق کی آراء گرامی درج ذیل ہیں

● شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے :-
آپ نے احادیث، آثار، اقوال سلف اور خلف اور برزخی واقعات کا ایک مجموعہ جمع کر کے بے نظیر گلدستہ بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس سعیٔ بلیغ کی دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

● حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا خیر محمد صاحب مدظلہم العالی کا ارشاد عالی ہے :-
رسالہ کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا، الحمدللہ، رسالہ کا ہر حرف نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب کے عشق و محبت اور اخلاص کا ترجمان نظر آتا ہے، احقر اپنے قلب میں بھی محبت نبویہ میں ترقی اور اضافہ محسوس کرتا ہے، اللّٰھم زد فزد

● پاکستان کے مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب کراچی نے فرمایا :-
اس کتاب کے مطالعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت مومن کے دل میں بڑھتی ہے جو سرمایہ سعادت دنیا و آخرت ہے، (رزقنا اللہ تعالیٰ) مجھے بھی بحمد اللہ اس سے بڑا فائدہ پہنچا، دلی دعا نکلی

● استاذ العلماء مولانا شمس الحق افغانی کا ارشاد گرامی ہے :- رحمت کائنات کے مطالعہ سے فارغ ہوا مطالعہ کر کے دل خوش ہوا اور دعائیں دیں، اللہ کریم آپ کو ایسی خدمات کے لیے تادیر سلامت رکھے آمین

● شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا دامت برکاتہم نے فرمایا :- بندہ دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنی مہربانی سے مساعیٔ جمیلہ کو برکات بنائے اور دونوں جہانوں میں اس جدوجہد کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

● علاقہ چھچھ کے ممتاز عالم مولانا عبدالشکور آف ساماں نے فرمایا :- رحمت کائنات کا مطالعہ کیا تو بے اختیار دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں اضافہ کر دے، آمین ثم آمین! آپ نے سماع موتیٰ اور خصوصاً علمائے دیوبند کا جو نظریہ بیان کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔
کاغذ اعلیٰ، آفسٹ طباعت، ہدیہ صرف تین روپیہ، حجاج کے لیے محصول ڈاک معاف

دار الارشاد کیمبل پور مغربی پاکستان

بیس بڑے مسلمان کے بعد

روح المعانی
تفسیر المعانی

مکتبہ رشیدیہ کا نیا عزم

تفسیر روح المعانی قرآن پاک کی بلند پایہ تفسیر ہے۔ چونکہ یہ ماضی قریب میں لکھی گئی ہے۔ لہٰذا اس کو بوجوہ پہلی تمام عربی تفسیروں پر فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ صاحب روح المعانی نے اسلاف کی تمام تفاسیر کو مدنظر رکھ کر اسے لکھا ہے۔ علوم اسلامیہ کا یہ سمندر ۱۳۴۷ صفحات کو محیط ہے۔ علم پر مال خرچ کرنا اگرچہ اضاعت مال نہیں۔ کیونکہ علم لازوال دولت ہے۔ تاہم گذشتہ سال مولانا محمد اجمل خاں صاحب نے جب گیارہ صد روپے ہدیہ دے کر یہ تفسیر خریدی تو ہم کانپ گئے کہ
علم اتنا گراں کیوں ؟ اور

● ہم نے

انہی دلوں فیصلہ کر لیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ عظیم تاریخی کتاب بیس بڑے مسلمان کی طباعت سے فارغ ہونے پر تفسیر روح المعانی شائع کر کے حتی المقدور کم از کم قیمت پر مہیا کریں گے بشرطیکہ علماء کرام، خطباء عظام اور مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات ہم سے تعاون فرمائیں۔
اتنی بڑی کتاب نہ جلد چھپ سکتی ہے۔ اور نہ ہی شائقین بیک دفعہ اسے خرید سکتے ہیں۔
ہم نے طباعت کے تمام انتظامات کر لیے ہیں۔ لہٰذا آپ بالاقساط خریدیئے۔

- ★ ہدیہ :- مکمل تفسیر (سولہ جلدوں میں) ۴۰۰/- روپے
- ★ ۲۰/- روپے پیشگی بھیجنے والوں سے صرف ۳۰۰/- روپے
- ★ پیشگی آنے کی آخری تاریخ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
- ★ شوال ۱۳۸۹ھ سے ہر ڈیڑھ ماہ بعد ایک جلد وی پی شروع ہو کر دو سال میں مکمل ہو گی انشاءاللہ

مستند غریب علماء کو مخیر اصحاب خریدار بنا کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔ اشاعت محدود ہو گی۔ لہٰذا پیشگی فرمائش ہونا ضروری ــــــ
سائز $\frac{30 \times 20}{8}$ ہر جلد دو پارے۔ مقدمہ فاتحۃ الکتاب کی ایک جلد۔ عمدہ ٹائپ۔ کاغذ بہترین آرٹ پیپر۔

مکتبہ رشیدیہ ۳۲ اے شاہ عالم لاہور

تنقید و تبصرہ

تبصرہ کیلئے خدام الدّین کے نام دو جلدیں ارسال کرنا ضروری ہیں

نام کتاب : آداب القرآن
تالیف : مولانا محمد اجمل صاحب
شائع کردہ : مکتبہ اشاعتِ اسلام اردو بازار لاہور
ہدیہ : تین روپے

مولانا محمد اجمل صاحب کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ جمعیۃ علماءِ اسلام مغربی پاکستان کے ناظم اور ملک کے نامور مقرر اور جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ لاہور کے معروف خطیب ہیں۔

آپ نے آداب القرآن کے عنوان سے ایک گرانقدر مجموعہ شائع کرکے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والے حضرات کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ کتاب کی عظمت و اہمیّت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے ابتدائیہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیّب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کے ممتاز راہنما حضرت مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، خلیفہ حضرت مدنیؒ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم العالی کے تعارفی اور توصیفی تحریرات موجود ہیں۔

مولانا محمد اجمل صاحب نے لفظ قرآن کی توضیح سے لے کر عظمتِ قرآن اور تمام آداب پوری تفصیل کے ساتھ جمع کر دئے ہیں۔ سلیس اردو زبان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کوشش ہے جو نہایت سلیقہ اور عمدہ طریق سے شائع ہوئی ہے۔ کتابت و طباعت دلکش ہے رنگین گردپوش اور ہدیہ موزوں ہے۔

بچوں خصوصاً جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لئے یہ کتاب نہایت مفید اور مؤثر ہے — اہل ثروت حضرات کو رمضان المبارک کے مبارک و باسعادت مہینہ میں اس کتاب کو خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

بقیہ: قرآن کریم اور آسمانی کتابیں

چنانچہ ثابت ہوا کہ بنی آدم انسانیت کے لحاظ سے سب مساوی ہیں — بلکہ نبئ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ "تمام مسلمان آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں جس طرح جسم کے کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بخار اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

بقیہ: قرآن کریم کی تلاوت کے اثرات

بہتر ہے اور جو تم میں سن سے چھوٹا ہو اس کی نسبت یہ خیال کرو کہ میرے گناہ اس سے زیادہ ہیں لہٰذا وہ بھی مجھ سے بہتر ہے اور اگر تمہارا ہم سن ہے تو یہ خیال کرو کہ مجھے اپنے گناہوں کا تو یقین ہے اور اس کے گناہوں کے بارے میں شک ہے۔ اور شک کو یقین پر ترجیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ بھی مجھ سے بہتر ہے۔

دفتر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا افتتاح

مورخہ ۱۳ر نومبر بروز سوموار جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے دفتر کی رسم افتتاح شیخ طریقت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدظلہٗ (خلیفہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ) کے مبارک ہاتھوں سے انجام پذیر ہوئی۔ اس تقریب سعید میں جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی عہدہ داروں کے علاوہ مختلف مدارس عربیہ کے طلباء، کالجوں کے پروفیسر، سکولوں کے اساتذہ، ممتاز دینی راہنما اور دیگر حضرات شریک ہوئے۔

دینی رہنماؤں میں سے مولانا محمد اجمل صاحب، مولانا سید نفیس صاحب، مولانا محمد عبد اللہ صاحب بھکر اور دوسرے حضرات شریک ہوئے۔

افتتاحی تقریب میں حضرت مولانا عبد العزیز صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا اور دعائے خیر و برکت فرمائی

ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں

ہفت روزہ "خدام الدین" کے سرکولیشن منیجر میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ اکتوبر کے بل آپ کی خدمت میں وقت پر نہ پہنچ سکیں۔

لہٰذا براہِ کرم علی الحساب بلوں کی رقومات ارسال کریں انشاءاللہ جب بل آپ کے پاس پہنچیں گے تو یہ رقم وضع کر دی جائے گی۔

آخر میں قارئین "خدام الدین" سے اپیل ہے کہ وہ سرکولیشن مینجر حافظ نور محمد انور کے لیے دعائے صحت کریں۔

ادارہ

دار العلوم مجددیہ رجسٹرڈ موضع مانگی کے لیے

اہل ثروت اور مخیر حضرات سے پرزور اپیلیں

۲ دفعہ مانگی ضلع مردان میں حاضر ہو کر دار العلوم مجددیہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دین حقہ اسلام کی خدمت و اشاعت کی ضرورت جو اس زمانے ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اس ضرورت کے ماتحت جہاں کہیں بھی مدرسہ عربیہ دینیہ کی مشعل روشن ہو وہ اس علاقہ کے مسلمانوں کی دینداری پر دلالت ہے، اس موضع مانگی میں دار العلوم مجددیہ کو قائم کر کے مولانا غریب اللہ صاحب اور ان کے ساتھیوں اور بستی کے جمیع مسلمانوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اس دینی و ملی اور ملکی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ یہ مدرسہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے، لہٰذا جمیع مسلمانوں سے پرزور اپیل ہے کہ اس کی ہر ممکن توفیق سے امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ خادم خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

۱۰ر شعبان ۸۹ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۶۹ء بروز چہارشنبہ دار العلوم مجددیہ مانگی ضلع مردان میں حاضر ہوا۔ مدرسہ کے منتظمین وغیرہ حضرات سے تعارف ہوا ماشاءاللہ تعالیٰ مدرسہ مخلص ہاتھوں میں ہے، یہ مدارس علوم دینیہ کی حفاظت کے مضبوط قلعے ہیں، ان کی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ان مدارس کی امداد اللہ تعالےٰ کی رضا کا سبب بنیگی تاکہ یہ مدرسہ دین کی بیش از بیش خدمت کر سکے۔ واللہ الموفق وھو خیر معین

انا الاحقر الافقر محمود عفا اللہ عنہ خادم الحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر، ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان

مقام مانگی ضلع مردان میں حاضر ہو کر کئی دفعہ دار العلوم مجددیہ آنے کا اتفاق ہوا۔ جس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا خان محمد صاحب دست برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ اس دار العلوم نے تھوڑے عرصہ میں بہت ترقی کی ہے یہاں مسجد اور مدرسہ کی عمارتیں بنائی ہیں جن کے لیے ۲ ایکڑ اراضی حاصل کر لی گئی ہے اس دار العلوم میں فی الحال تین استاد ہیں مخلص قاری اور علماء خدمات انجام دے رہے ہیں مدرسہ کے ناظم مولانا غریب اللہ صاحب ہیں، امید ہے کہ تمام مخیر مسلمان توجہ فرما کر بہت جلد مدرسہ اور مسجد تعمیر کرا دیں گے اور بہت جلد یہاں تمام عربی علوم کی تکمیل شروع ہو کر یہ جگہ ایک مرکزیت اختیار کرے گی۔ فقط

غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

دعائے صحت

محترم حاجی بشیر احمد صاحب کی بھانجی سخت بیمار ہے قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ اُس کی صحت کے لیے اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں۔

مولانا عبیداللہ انور نے معذرت قبول کرکے ایک سچے اور کھرے مسلمان کا کردار ادا کیا ہے

ایک محترم عالمِ دین کا کارنامہ

مولانا عبیداللہ انور نے چند روز پہلے ایک ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جو ان جیسا ایک وسیع القلب عالمِ دین ہی انجام دے سکتا تھا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ گزشتہ رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع کی نماز کے بعد پولیس نے لاہور میں بعض ممتاز علماء کرام اور سیدھے سادے نمازیوں کے ساتھ ایک قطعی نامناسب سلوک روا رکھا تھا۔ ان علماء میں مولانا عبیداللہ انور بھی شامل تھے۔ جن کے ساتھ جو سلوک ہوا اس کے اعادے کی ضرورت نہیں کہ جب جھگڑا حتمی طور پر طے پا گیا ہو تو پرانے زخموں کو ہرا کرنا درست نہیں ہوگا۔ مولانا عبیداللہ انور نے پولیس کے اس طرزِ عمل کے خلاف ایک نہایت نیک اور مبارک مقصد کے تحت مقدمہ دائر کر دیا۔ مگر جب متعلقہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مولانا سے معافی مانگ لی تو مولانا نے ایک سچے اور کھرے مسلمان کی طرح کمال فراخ دلی سے کام لے کر صحیح معنوں میں ایک عالمِ دین کا کردار ادا کیا اور افسر مذکور کی معذرت قبول کر لی۔ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ عدالتوں میں مقدمات کے دوران معافی اور درگذر کے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں مگر اس واقعے کو بڑا واقعہ اس حقیقت نے بنایا ہے کہ مولانا عبیداللہ انور یہ مقدمہ کسی ذاتی انتقامی جذبے کے تحت نہیں لڑ رہے تھے بلکہ اصولی طور پر لڑ رہے تھے اور یہ اتنا اہم اصول تھا اگر یہ اصول پامال ہو جاتے تو تمام بنیادی شہری حقوق کا جنازہ نکل جاتے اور ایک آزاد جمہوریہ ایک پولیس اسٹیٹ میں بدل جاتے۔ پھر یہ مولانا عبیداللہ انور کی محترم شخصیت کا مسئلہ تھا۔ اوّل تو وہ بذاتِ خود ایک متبحّر عالم دین ہیں دوسرے وہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جن کے معتقدین کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کا یہی طرزِ عمل تھا جس سے بیگانے بھی متاثر ہوئے۔ مولانا عبیداللہ انور نے بھی معذرت قبول کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان جس رحمۃ للعالمینؐ کے غلام ہیں۔ اس کے درسِ حیات کا ایک اہم عنوان رحمت، محبت اور سلامتی تھا۔ خدا کا شکر بجالانا چاہیئے کہ آج بھی ہم لوگوں میں ایسی شخصیتیں موجود ہیں جن کے حسن کردار کو دیکھ کر زندہ رہنے کو جی چاہتا ہے۔

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دورِ حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامّت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارحِ حکمت ولی اللّہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال وجواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہلِ علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّہی کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ باذوق اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لاکر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل وتعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری
ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور

خدام الدین لاہور اور ترجمان اسلام لاہور
الحق اکوڑہ خٹک
مکتبہ قاسمیہ قصور سے مل سکتے ہیں
پرچہ گھر پر پہنچانے کا بہترین انتظام ہے۔

ایسٹرن سینیٹری فیمل پمپنگ سیٹس
ایسٹرن الیکٹرک موٹرز
سلطان رائس ہسکنگ مشین
سلطان مارکہ مصنوعات
آپ کے مستقبل کی ضامن ہیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء سے تجربہ کار کاریگران کی محنت سے مندرجہ ذیل اشیاء کی تیاری میں ملک اور قوم کی ضرورت اور آسائش کو پورا کرنے کیلئے شب و روز مصروف ہیں۔
ایسٹرن الیکٹرک موٹرز ایسٹرن پمپنگ سیٹس
سلطان کاسٹ آئرن سینیٹری پائپ اینڈ فٹنگ
سلطان رائس ہسکنگ مشین
کی صنعت میں خاص شہرت حاصل ہے
C. J. Rainwater Pipe with ears
C. J. Soil. Pipe without ears
Shoes
Heads
Heavy and Standard
Heavy Roadway Cover and Frame
Heavy Circular Ventilating Roadway Cover
Sluice Valve
Flushing Cistern
سلطان کاسٹ آئرن پائپ اینڈ فٹنگ
5059-66766
ٹیلیگرام: "SULTAN PIPE"
تیار کردہ: سلطان فونڈری رجسٹرڈ بادامی باغ لاہور مغربی پاکستان

بچوں کا صفحہ

قرآنِ کریم کی تلاوت کے اثرات

عطاء اللہ تبسم بورسٹل جیل لاہور

قرآن کریم ایک مقدس اور مقبول کتاب ہے جسے رُوئے زمین پر دن رات کروڑوں مسلمان پڑھتے اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ اگر یہ کتاب پہاڑوں پر اتاری جاتی تو پہاڑ بھی پانی کی مانند پگھل کر بہ جاتے چنانچہ اس مقدس کتاب کے اثرات آپ کو مندرجہ ذیل واقعات سے معلوم ہو جائیں گے۔

اصحمہ نجاشی ابھی عیسائی تھا کہ سیّدنا جعفر طیّار رضؓ نے اسے سورۃ مریم سنائی۔ اصحمہ اس وقت تخت پر بیٹھا تھا لیکن وہ بے اختیار رونے لگا اور آنسو بہا بہا کر اپنے لئے گلزارِ جنّت کی آبیاری کرنے لگا۔

•

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے ایّام میں ایک دفعہ مسجد کو آرہے تھے کہ رستہ میں آتے آتے بیمار ہوگئے۔ یہاں تک کہ راہ ہی میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور پھر گھر پہنچائے گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کوئی شخص قرآن مجید پڑھ رہا تھا آیتِ عذاب سن کر حالت اتنی متغیّر ہو گئی۔

•

لبید عامری وہ زبردست شاعر تھا جس کے اشعار کی نسبت یہ ضرب المثل جاری و ساری تھی۔ ان شعروں کو اپنی گردنوں پر لکھ لو خواہ تمہیں خنجروں کی نوک سے لکھنا پڑے۔

حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے وہ ایک بار ملنے کو آئے تو خلیفہ نے مہمان کی دلجوئی کے طور پر فرمایا۔ کچھ اپنے اشعار سناؤ۔ انہوں نے کہا۔ امیرالمومنین! جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن عطا کیا ہے تب سے مجھے اشعار میں کچھ مزہ نہیں آتا۔ حضرت فاروق رضؓ نے خوش ہو کر اُن کے وظیفہ میں پانسو روپیہ سالانہ کی زیادتی کر دی۔

ابو طلحہ رضؓ انصاری نے قرآن مجید کی جب یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے۔ ”نیکی کا اصل درجہ نہیں مل سکتا جب تک کہ اللہ کی راہ وہ شَے صَرف نہ کرو جو تمہیں بہت پیاری ہے“ اُن کے پاس ایک باغ تھا جس کی سالانہ آمدنی پچاس ہزار تھی اسی وقت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ باغ اللہ کی راہ پیش کرتا ہوں۔

•

ولید بن مغیرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیتیں پڑھیں جن کو سنتے ہی اس نے گردن جھکائی۔ اور شرمندہ ہو کر حضورؐ کی خدمت سے واپس گیا اور اپنی قوم سے جا کر بولا۔ ”میں شعر گوئی سے خوب واقف ہوں۔ مَیں نے ایسا کلام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں کبھی نہیں سُنا، وہ ہرگز شعر نہیں۔

•

جبیر بن مطعم صحابی فرماتے ہیں کہ مَیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بدر کے دن قریش کے قیدی رہا کرانے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ مغرب کی نماز پڑھاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے ”اے نبی! بے شک تمہارے رب کا عذاب آنے والا ہے۔ پھر کوئی اس عذاب کو دفع نہیں کر سکے گا۔ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ اس آیت کو سن کر میرا کلیجہ پھٹنے لگا۔

•

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے نکلتے ہیں لیکن اپنی بہن کی زبانی قرآنِ پاک کی چند آیتیں سن کر موم ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں چلو مجھے اس کی خدمت میں لے چلو جس نے تمہیں یہ سبق پڑھایا ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے بجائے غلامی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

بڑے بڑے بادشاہ محمود صلاح الدین یوسف اور عبدالرحمٰن الداخل اور منصور عباسی جیسے باجبروت تاجوروں کو ان کی خشمگین حالت یا انتقامی صورت سے اگر کوئی چیز روکنے والی ہوتی تھی تو قرآن کی ایک آیت جسے اہلِ دربار میں کوئی ایک شخص کسی گوشہ سے پڑھ دیتا تھا اور بادشاہ کی حالت یہ ہو جاتی تھی گویا آگ کی چنگاری پر منوں پانی آپڑا۔ یہی وہ واقعات ہیں جو قرآن کے اثرات کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہی وہ واقعات ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ کتاب مجید کی عظمت اور فرقان حمید کی عزّت دلوں پر کتنی فرمانروا رہی۔

پیارے بچّو! تم بھی دلوں میں قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا شوق پیدا کرو۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے نجات دارین حاصل ہوتی ہے جو بچے قرآن کریم پڑھ چکے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ہر روز صبح اٹھ نماز سے فارغ ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ اور تلاوت کا کبھی ناغہ نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

سیّد مرتضیٰ نقوی ہیڈ ماسٹر مدرسہ راہوالی

تمام مسلمانوں کو اپنا عزیز خیال کرو۔ جتنے بوڑھے ہیں اُن سب کو اپنے ماں باپ کی جگہ سمجھو اور جتنے بچے ہیں اُن سب کو مثل اپنی اولاد کے تصوّر کرو۔ اور جتنے برابر والے یعنی ہم عمر ہیں اُن سب کو اپنا بھائی خیال کرو۔ اب یہ بتاؤ کہ تم ان میں سے کس پر ظلم کرنا پسند کرو گے، بُرا بھلا کس کو کہو گے، عیب کس کے ظاہر کرو گے، اور اگر شیطان لع تم کو یہ فریب دینا چاہے۔ کہ تم اپنے آپ کو اوروں سے بہتر سمجھو تو اس کے دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کو تم سن میں اپنے سے بڑا دیکھو اُس کی نسبت یہ خیال کرو کہ وہ ایمان اور اعمال میں نیک ہے مجھ سے مقدّم ہے اس لئے مجھ سے

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۴۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۶۷/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

نقشہ اوقات سحری و افطاری

بمطابق سٹینڈرڈ ٹائم مغربی پاکستان

رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ - ۱۹۶۹ء (برائے شہر لاہور و مضافات)

ارشاد باری تعالےٰ :-
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ۲-ع۷)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں - جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری		افطاری	
			منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
بدھ	۱۲ر نومبر	یکم رمضان	۴	۵	۷	۵
جمعرات	۱۳ "	۲ "	۵	۵	۷	۵
جمعہ	۱۴ "	۳ "	۵	۵	۶	۵
ہفتہ	۱۵ "	۴ "	۶	۵	۵	۵
اتوار	۱۶ "	۵ "	۷	۵	۵	۵
پیر	۱۷ "	۶ "	۸	۵	۴	۵
منگل	۱۸ "	۷ "	۸	۵	۴	۵
بدھ	۱۹ "	۸ "	۹	۵	۴	۵
جمعرات	۲۰ "	۹ "	۱۰	۵	۳	۵
جمعہ	۲۱ "	۱۰ "	۱۱	۵	۳	۵
ہفتہ	۲۲ "	۱۱ "	۱۱	۵	۳	۵
اتوار	۲۳ "	۱۲ "	۱۲	۵	۳	۵
پیر	۲۴ "	۱۳ "	۱۳	۵	۲	۵
منگل	۲۵ "	۱۴ "	۱۴	۵	۲	۵
بدھ	۲۶ "	۱۵ "	۱۵	۵	۱	۵
جمعرات	۲۷ "	۱۶ "	۱۵	۵	۱	۵
جمعہ	۲۸ "	۱۷ "	۱۶	۵	۱	۵
ہفتہ	۲۹ "	۱۸ "	۱۷	۵	۱	۵
اتوار	۳۰ "	۱۹ "	۱۸	۵	۱	۵
پیر	یکم دسمبر	۲۰ "	۱۹	۵	۰	۵
منگل	۲ "	۲۱ "	۱۹	۵	۰	۵
بدھ	۳ "	۲۲ "	۲۰	۵	۱	۵
جمعرات	۴ "	۲۳ "	۲۱	۵	۱	۵
جمعہ	۵ "	۲۴ "	۲۱	۵	۱	۵
ہفتہ	۶ "	۲۵ "	۲۲	۵	۱	۵
اتوار	۷ "	۲۶ "	۲۳	۵	۱	۵
پیر	۸ "	۲۷ "	۲۳	۵	۱	۵
منگل	۹ "	۲۸ "	۲۴	۵	۱	۵
بدھ	۱۰ "	۲۹ "	۲۴	۵	۱	۵
ش	ش	ش	ش	ش	ش	ش

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری		افطاری	
			منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
جمعرات	۱۱ر دسمبر	یکم شوال	عید الفطر			
جمعہ	۱۲ "	۲ "	۲۵	۵	۲	۵
ہفتہ	۱۳ "	۳ "	۲۶	۵	۲	۵
اتوار	۱۴ "	۴ "	۲۷	۵	۲	۵
پیر	۱۵ "	۵ "	۲۷	۵	۳	۵
منگل	۱۶ "	۶ "	۲۸	۵	۳	۵
بدھ	۱۷ "	۷ "	۲۹	۵	۳	۵

روزہ رکھنے کی نیت : وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ
ترجمہ : اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔
روزہ کھولنے کی نیت : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط

ترجمہ : اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقاتِ سحری و افطاری کے لئے لاہور کے اوقات میں مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منفی کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

۱- جمع سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت میں جمع (+) کر دیا جائے۔

۲- منفی سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت سے منفی (-) کر دیا جائے۔

نوٹ : جو حضرات ان خاص شہروں میں نہیں رہتے بلکہ ان کے قریب قریب کہیں اور جگہ رہائش رکھتے ہیں تو وہ اپنے علاقہ کے شہر (ضلع وغیرہ) پر ہی عمل کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ کا ہی فرق واقع ہوگا اور ویسے بھی احتیاطاً اصلی وقت سے دو تین منٹ بعد وقت کو شمار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر زیادہ تاخیر بالکل نامناسب ہے ——— حق تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں۔ میرے اور میرے والدین اور اہل و عیال کے لئے صدقہ جاریہ اور گناہوں کا کفارہ بنائیں آمین ثم آمین۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ (اظہر)

مغربی پاکستان کے شہروں کے اوقات کا فرق

نام شہر	فرق از لاہور
ایبٹ آباد	+۴ منٹ
بنوں	+۱۶ "
بہاولپور - ورگئی	+۱۴ "
پشاور - کوہاٹ	+۱۳ "
جہلم	+۲ "
جمرود - مظفر نگر	+۱۲ "
جموں	+۲ "
جھنگ صدر، خوشاب	+۸ "
جیکب آباد - لاڑکانہ	+۲۴ "
حیدر آباد سندھ	+۲۳ "
ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+۱۵ "
ڈیرہ غازی خاں	+۱۴ "
راولپنڈی سرگودھا، ساہیوال	+۱۵ "
سکھر	-۱۸ "
سیالکوٹ	-۲ "
شیخوپورہ	+۱ "
کراچی، کوئٹہ، بلوچستان	+۲۹ "
کوہ مری - گوجرانوالہ	+۴ "
کیمبل پور	+۹ "
لائل پور	+۹ "
لورالائی	+۲۳ "
مظفر گڑھ	+۱۲ "
ملتان	+۱۰ "
میانوالی - چترال	+۱۱ "
پنڈ دادنخاں	+۳ "
پارا چنار	+۱۸ "
ہری پور	+۷ "
شکار پور	+۱۷ "
گلگت	+۳ "
لداخ	-۱۶ "
میران شاہ	+۱۷ "
گجرات	+۲ "
لیہ	+۱۳ "

مؤلفہ :- احقر الانام غلام قادر اظہر ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل ایف ۲۷۵۶ لائن سبحان خاں شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا